اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان
کی سیرت طیبہ پر کم وبیش 30 کُتُب سے
ماخوذ جامع ومختصر رسالہ

اَحْسَنُ الْبَیَانِ فِیْ سِیْرَۃِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رَضَا خَان

بنام

سیرتِ رضا

اس کتاب میں آپ پڑھ سکیں گے۔

☆ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چھبیس 26 روز کھانا نہیں کھایا 19
☆ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود سید کیوں نہ تھے؟ 46
☆ حیوانات سے کلام 54
☆ ہمیں احمد رضا کا اِنتظار ہے 84

مؤلف
مُحمّد مُنیر رضا عطاری

تقریظِ جلیل
استاذ العلماء، مُصنف خُلاصۃ النحو
حضرت علامہ ابن داوٗد عبد الواحد مدنی عطاری مدظلہ العالی

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ
كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا جو ان کا دین تازہ کرے گا۔

(ابوداود ۴۲۹۱)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت طیبہ پر

کم و بیش ۳۰ کُتُب سے مأخوذ جامع و مختصر رسالہ

اَحْسَنُ الْبَیَانِ فِیْ سِیْرَۃِ الْاِمَامِ اَحْمَدْ رَضَا خَان رحمۃ اللہ علیہ

بنام

سیرتِ رضا

تقریظِ جلیل

استاذ العُلماء، مُصنف خُلاصۃ النحو

حضرت علامہ ابن داؤد **عبد الواحد** مدنی عطاری مدظلہٗ العالی

مؤلف

مُحمّد منیر رضا عطاری

کمپوزنگ: یاسر محمود عطاری 0348-4338815

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۷
۲	تقریظ جلیل	۹
۳	**الباب الاوّل: ابتدائی حالات**	۱۰
۴	ولادت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خوشخبری	۱۱
۵	ولادت باسعادت	۱۱
۶	آپ رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی اولاد میں سے	۱۲
۷	نام نامی اسم گرامی	۱۲
۸	بسم اللہ خوانی	۱۲
۹	تعلیم کا شوق	۱۴
۱۰	قوت حافظہ	۱۴
۱۱	وہبی صلاحتیں	۱۵
۱۲	اساتذۂ کرام	۱۶
۱۳	حلیہ مبارک	۱۶
۱۴	عادات مبارک	۱۷
۱۵	**الباب الثانی: خوبصورت اوصاف**	۱۸
۱۶	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چھبیس روز کھانا نہیں کھایا	۱۹
۱۷	مدینے کے پانی سے محبت	۲۱

۱۸	تقویٰ اور پرہیز گاری	۲۲
۱۹	تصاویر ہٹا دو	۲۳
۲۰	دُنیا سے بے رغبتی	۲۳
۲۱	ذکرِ دُنیا بھی پسند نہ فرماتے	۲۴
۲۲	عاجزی و انکساری	۲۵
۲۳	سادگی	۲۶
۲۴	خوش طبعی	۲۷
۲۵	ایک دلچسپ واقعہ	۲۸
۲۶	اطاعتِ والدین	۲۹
۲۷	ایثار	۳۲
۲۸	صبر و رضا	۳۴
۲۹	ارادتِ شیخ	۳۵
۳۰	عشقِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	۳۶
۳۱	تعظیمِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	۴۰
۳۲	نامِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا احترام	۴۱
۳۳	فدائے آلِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	۴۲
۳۴	خاندانِ رضا اور سادات	۴۴
۳۵	اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خود سیّد کیوں نہ تھے؟	۴۵
۳۶	الباب الثالث: **کراماتِ رضا**	۴۷
۳۷	کراماتِ محسوسہ	۴۸
۳۸	کراماتِ معنویہ	۴۹
۳۹	اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور کراماتِ معنویہ	۴۹
۴۰	اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور کراماتِ محسوسہ	۵۱

۴۱	حیوانات سے کلام	۵۳
۴۲	حیوانات کا تابع ہونا	۵۴
۴۳	غیب کی خبریں دینا	۵۵
۴۴	**الباب الرابع: علمی مقام**	۵۷
۴۵	پچپن عُلوم کی فہرست	۵۸
۴۶	علم التفسیر	۶۰
۴۷	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور کنزالایمان	۶۱
۴۸	علمُ الحدیث	۶۳
۴۹	امام بُخاری و امام مُسلم رضی اللہ عنہما کی بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں	۶۴
۵۰	نقل حدیث میں کمال	۶۵
۵۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دافع بلاء اور صاحب عطا ہونے پر احادیث مبارکہ	۶۵
۵۲	قادیانی کے ردّ میں حدیث مبارکہ	۶۵
۵۳	متفرق احادیث مبارکہ کا ذخیرہ	۶۶
۵۴	علمُ الفقہ	۶۶
۵۵	دلائل کی کثرت	۶۸
۵۶	فتاویٰ نویسی کی زبان	۶۹
۵۷	انعامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۹
۵۸	تصنیفات	۷۰
۵۹	**الباب الخامس: تجدید دین**	۷۳
۶۰	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اوصاف مجدد	۷۴
۶۱	باطل فتنوں کا ردّ	۷۵
۶۲	فتنہ قادیانیت و انکار ختم نبوّت	۷۶

۶۳	ردّ فتنہ	۷۶
۶۴	فتنہ غیر مقلدیت	۷۷
۶۵	ردّ فتنہ	۷۷
۶۶	فتنہ روافض	۷۸
۶۷	ردّ فتنہ	۷۸
۶۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کا فتنہ	۷۹
۶۹	ردّ فتنہ	۷۹
۷۰	طریقت کو شریعت سے الگ کہنے کا فتنہ	۸۰
۷۱	ردّ فتنہ	۸۰
۷۲	وصالِ پُر ملال	۸۱
۷۳	بشارات	۸۳
۷۴	ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے	۸۴
۷۵	اختتامیہ	۸۶
۷۶	منقبت	۸۸
۷۷	مأخذ و مراجع	۸۹

مُقَدِّمَۃ

حَمْدُ اللّٰہِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ

معزز قارئین کرام! اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت امام اھلسنّت، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی ذات مبارکہ تعارف کی محتاج نہیں ایسی کمال شخصیت اور عظیم المرتبت سے کون واقف نہیں۔

اطراف عالم میں ان کی عظمتوں کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ ایسی مقدس ہستی پر سیکڑوں کتابیں کئی زبانوں میں تحریر کی جاچکی ہیں، اب مزید کسی سیرت کی کتاب کی اس قدر ضرورت نہ تھی، لیکن امام اہلسنّت کا ذکرِ جمیل چونکہ مُشک جیسا ہے، لہٰذا اِن کا ذکر جتنا زیادہ اور نئے انداز کے ساتھ کیا جائے، اسی قدر باعث فرحت ہو گا۔ علاوہ ازیں حضور اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی پاکیزہ زندگی پر جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں بڑی طوالت اختیار کی گئی یا پھر طوالت سے اجتناب کیا گیا تو نادر واقعات کو چھوڑ دیا گیا اور ان ہی مشہور واقعات کو بیان کر دیا گیا جو عام کتب میں موجود ہوتے ہیں لہٰذا ہم نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسا رسالہ لکھا جائے جو مختصر بھی ہو اور نادر واقعات کو بھی شامل ہو، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس پر کام کیا گیا اور ان دونوں باتوں کو ملحوظِ نظر رکھا گیا، مزید اس رسالہ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں آسان سے آسان لفظوں میں گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی اور طوالت سے بھی حتی الامکان بچنے کی کوشش رہی اور مختصر اور جامع گفتگو کی گئی۔ علاوہ ازیں یہ رسالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے؛

⟸ پہلا باب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ابتدائی حالات کو شامل ہے۔

⟸ دوسرے باب میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اوصاف حمیدہ پر گفتگو کی گئی۔

⟸ تیسرے باب میں کرامت کے متعلق گفتگو اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کرامات

کو بیان کیا گیا۔

⟸ چوتھے باب میں امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے عِلمی مقام کا تذکرہ کیا گیا۔

⟸ پانچویں باب میں باطل فتنے اور امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ان کے ردّ میں کی گئی گفتگو کا ذکر ہے۔

اس کتاب میں جو خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عطاؤں، اولیائے کرام کی عنایتوں اور شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیہ کی پُر خلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری بلا قصد کوتاہی کا دخل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس محنت کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کو اُمّت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے نفع بخش بنائے اور میری اور میرے والدین و پیر و مرشد و اساتذۂ کرام کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النّبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سگِ عطار محمّد منیر رضا عطاری

کراچی۔ پاکستان

۲، صفر المظفر ۱۴۴۳ھ

۱۰ ستمبر، ۲۰۲۱ء

تقریظ جلیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أحمد اللّٰه تعالیٰ علیٰ نواله و أُصلّی و أسلّم علی محمد و أصحابه و آله أما بعد!

درجہ خامسہ کے طالب علم محمد منیر رضا عطاری نے یہ مختصر رسالہ "احسن البیان فی سیرۃ الاِمام اَحمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ" حیات و سوانح رضا کے تعلق سے ترتیب دیا ہے۔ جس میں حیات رضا کے چیدہ چیدہ روشن پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

اگرچہ سیرتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر متعدد کتب و رسائل لکھے جا چکے ہیں لیکن ہر پھول کی اپنی خوشبو اور رنگ و اثر ہوتا ہے اس لیے یہ سلسلۂ سیرت نگاریٔ رضا اب بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ان شاء اللّٰه تعالیٰ

میں دعا گو ہوں کہ مولا کریم ان کی کوشش کو شرفِ قبولیت سے مشرف فرمائے، مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور موصوف محترم کو مزید خدمتِ دین کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

العبد الضعیف المفتقر إلی رحمة ربه المقتدر

ابن داؤد **عبد الواحد** العطاری عفی عنه الباري

الباب الاوّل

ابتدائی حالات

۱) ولادتِ اعلیٰ حضرت کی خوشخبری:

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپ کی مُسرّت و خوشی کی انتہا نہ رہی آپ نے اپنے والدِ ماجد مولانا رضا علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے وہ خواب بیان کیا۔ جس کی تعبیر میں انہوں نے ارشاد فرمایا ''کہ خواب مبارک ہے بشارت ہو کہ پروردگارِ عالَم تمہاری پُشت سے ایک ایسا نیک و صالح بیٹا پیدا کرے گا جو عُلُوم کے دریا بہائے گا اور اُس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی۔''

جب سیّدی اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی ولادت ہوئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والد صاحب آپ کو لے کر مولانا رضا علی خان عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا نے دیکھ کر اپنی گود میں لیا اور فرمایا: ''یہ میرا بیٹا عالم ہو گا''۔ عقیقہ کے دن والدِ محترم نے خوشگوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ فرزند فاضل وعارف باللہ ہو گا چنانچہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ظاہری و باطنی عُلُوم و معارف سے ماحول پر چھائی جہالت و نادانی، الحادوارتداد کی تمام تاریکیاں دُور ہو گئیں۔

حق و صداقت کا آفتاب جگمگا اُٹھا اور اُس کے انوار و تجلیات سے صرف بریلی ہی کی سر زمین نہیں بلکہ ہندوسندھ، عراق وافغانستان وغیرہ کی ہر جگہ نور سے روشن ہو گئی۔

(مجدد اسلام از علامہ نسیم بستوی ص ۳۶، ۳۷ مطبوعہ لاہور)

۲) ولادت باسعادت:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ ظہر کے وقت شہر بریلی محلہ جسولی میں ہوئی۔

(سوانح امام احمد رضا خان از علامہ بدر الدین احمد صاحب قادری مطبوعہ سکھر ص ۹۵)

۳) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ صحابی کی اولاد میں سے:

اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نسبی سلسلہ افغانستان کے مشہور و معروف قبیلہ "بڑہیچ" سے ہے جو افغانوں کے جد امجد قیس عبد الرشید کے پوتے " شرجون " الملقب بہ "شرف الدین" کے پانچ بیٹوں میں سے چوتھے بیٹے "بڑہیچ" سے جاملتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے جد امجد قیس عبد الرشید وہ ہستی ہیں جنہوں نے نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تو اس طرح اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک صحابی رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد میں سے ہوئے۔ (شاہ امام احمد رضا خان بڑہیچ افغانی از قلم محمد اکبر عوان مطبوعہ کراچی ص ۳۵)

۴) نام نامی اسم گرامی:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پیدائشی نام "محمد "ہے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی والدہ ماجدہ محبت میں "امَّن میاں" فرمایا کرتی تھیں، والد ماجد و دیگر اعزہ "احمد میاں" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے جدِّامجد نے آپ کا اسم شریف "احمد رضا" رکھا۔ اور آپ کا تاریخی نام "المختار" ہے اور اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود اپنے نام سے پہلے "عبد المصطفٰی" لکھا کرتے تھے۔ (تجلیات امام احمد رضا محمد امانت رسول قادری مطبوعہ کراچی ص ۲۱)

۵) بسم اللّٰہ خوانی:

اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی "رسمِ بسم اللّٰہ" کے موقع پر ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے استاذِ محترم نے حسبِ دستور "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" کے بعد الف ، ب ، ت ،ث، ج وغیرہ حروفِ تہجی آپ کو پڑھانا شروع کیا۔ استاذ کے بتانے

کے مطابق آپ پڑھتے گئے، جب "لام الف" کی نوبت آئی تو استاذ صاحب نے فرمایا کہو "لام الف" تو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خاموش ہو گئے اور "لام الف" نہیں پڑھا۔ استاذ نے دوبارہ کہا میاں کہو "لام الف" اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا یہ دونوں حرف تو میں پڑھ چکا ہوں۔ الف بھی پڑھا اور لام بھی پڑھ چکا ہوں۔ اب دوبارہ کیوں پڑھایا جارہا ہے؟

محفلِ "بِسْمِ اللہ خوانی" میں حضور کے جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ موجود تھے فرمایا بیٹا! استاذ کا کہا مانو، جو کہتے ہیں پڑھو۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے "لام الف" پڑھا لیکن حضرتِ جد امجد کے چہرہ کی طرف مستفسرانہ نگاہ ڈالی۔ حضرتِ جدِ امجد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی فراست ایمانی سے جان لیا کہ گویا یہ ننھا بچہ کہہ رہا ہے کہ آج کے سبق میں تو حُرُوفِ مُفْرَدَہ کا بیان ہے پھر اِن کے درمیان ایک مرکب لفظ کیسے آ گیا۔ اگرچہ بچے کی ننھی عمر کے اعتبار سے الف کے ساتھ لام ملانے کی وجہ بیان کرنا وقت سے پہلے کی بات تھی مگر حضرتِ جدِ امجد نے نور باطنی سے ملاحظہ کیا کہ یہ لڑکا فضلِ ربّانی سے گوشہ علم و فن کا تاجدار ہونے والا ہے، اس وقت بچے کی عمر تو ضرور ننھی ہے مگر اس کا ادراک و شُعُور بفضلہٖ تعالیٰ ننھا نہیں، اس لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا بیٹا! شروع میں سب سے پہلا حرف جو تم نے پڑھا ہے وہ حقیقت میں ہمزہ ہے الف نہیں ہے اور اب لام کے ساتھ جو حرف تم ملا کر پڑھ رہے ہو وہ الف ہے لیکن چونکہ الف ہمیشہ ساکن رہتا ہے اور تنہا ساکن حرف کو کسی طرح پڑھا نہیں جا سکتا اس لیے لام کے ساتھ الف کو ملا کر اس کا بھی تلفظ کرایا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دوبارہ سوال کیا کہ اگر یہی بات تھی تو اسے کسی بھی حرف کے ساتھ ملا سکتے تھے

مثلاً "ب" یا "ج" یا "د" کے ساتھ بھی ملا کر الف کا تلفظ کرایا جاسکتا تھا لیکن ان سارے حرفوں کو چھوڑ کر "لام" کے ساتھ "لام الف" ملا کر اس کی ادائیگی کرائی گئی، ایسا کیوں ہوا؟ لام سے "الف" کا خاص رشتہ کیا ہے؟ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ سوال سن کر حضرتِ جدِ امجد نے جوش محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے دُعائیں دیں پھر فرمایا بیٹا! "لام" اور "الف" کے درمیان صورتاً اور سیرتاً بڑا گہرا تعلق ہے۔ لکھنے میں دونوں کی صورت اور شکل ایک دوسرے کی طرح ہے دیکھو۔لا۔ اور سیرتاً یوں تعلق ہے کہ "لام" کا قلب "الف" ہے اور "الف" کا قلب "لام" ہے یعنی "ل ام" کے بیچ میں "الف" اور "ال ف" کے بیچ میں لام ہے۔ (سوانح امام احمد رضا از علامہ بدرالدین احمد صاحب قادری مطبوعہ سکھر ص ۹۶)

٦) تعلیم کا شوق:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بڑی ہمشیرہ (بہن) محترمہ فرماتی ہیں؛ کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی، خود سے برابر پڑھنے تشریف لے جاتے، جُمعہ کے دن بھی چاہا کے پڑھنے کو جائیں مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رُک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتے میں جُمعہ کے دن کی بہت اہمیت ہے اس کی وجہ سے نہیں پڑھنا چاہیے، باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ لاہور، ج ا، ص ۸۹)

٧) قوت حافظہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والدِ ماجد کی صُحبت میں زیادہ بیٹھتے اور مسائل بغور سنتے اور انہیں اپنے دماغ میں محفوظ رکھتے اور وقت پر بڑی جرأت سے بتادیتے کہ یہ مسئلہ یُوں ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے قوت حافظہ کا یہ عالَم تھا کہ جو سبق ایک سے دو مرتبہ دیکھ لیتے

وہ پختہ یاد ہو جاتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود ہی فرماتے ہیں کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تو ایک دو مرتبہ کتاب دیکھ کر میں کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا، روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ احمد میاں! یہ تو بتاؤ کہ تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھ کو پڑھانے میں دیر لگتی ہے اور تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔ میں نے عرض کی "خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شاملِ حال ہے۔"

(تجلیات امام احمد رضا از محمد امانت رسول قادری مطبوعہ کراچی، ص ۲۶)

۸) وہبی صلاحیتیں:

اللّٰہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ایسی صلاحیتوں سے نوازا تھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ساڑھے تین سال کی عمر میں کہ عام بچہ صحیح انداز سے گفتگو پر بھی قادر نہیں ہوتا فصیح عربی میں ایک شیخ سے گفتگو فرمائی۔

صرف چار برس کی ننھی سی عمر میں کہ عموماً بچے اس عمر میں اپنے وجود سے بھی بے خبر رہتے ہیں ناظرہ قرآن مجید ختم کر لیا تھا۔

صرف چھ سال کی عمر میں ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے کم و بیش دو گھنٹے مسلسل تقریر کی یہ آپ کی پہلی تقریر تھی، جسے سن کر سامعین وجد میں آگئے اور تصویر حیرت بن گئے کہ اُن کے سامنے ایک کمسن بچے نے وہ باتیں بیان کیں جو بڑے بڑے صاحبانِ عقل کے لئے باعث رشک ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آٹھ برس کی عمر میں فنِ نحو کی مشہور کتاب "ھدایۃ النحو" پڑھی اور علم کا یہ عالَم تھا کہ اسی ننھی عمر میں "ھدایۃ النحو" کی شرح عربی میں لکھ ڈالی۔

(فیضان اعلیٰ حضرت از محمد ریحان عطاری، ص ۸۶-۸۳)

۹) اساتذہ کرام:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اساتذۂ کرام کی فہرست بہت مختصر ہے۔

۱) مولانا شاہ نقی علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

۳) حضرت مولانا عبد العلی صاحب رامپوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

۴) حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

۵) حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(تجلیات امام احمد رضا از محمد امانت رسول قادری برکاتی مطبوعہ کراچی ص ۲۷)

۱۰) حلیہ مبارک:

مولانا حسنین رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے مکتوب میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا حلیہ مبارک کچھ یوں ارشاد فرمایا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

- ابتدائی عُمر میں آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا۔
- بلند پیشانی ناک مبارک نہایت پتلی و نازک تھی۔
- نگاہ میں کافی تیزی تھی جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے۔
- داڑھی شریف بہت خوبصورت تھی۔
- سر مبارک پر زلفیں تھیں جو کان کی لو تک تھیں۔
- سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ بندھا رہتا تھا۔
- آپ کا سینہ کمزوری کے باوجود خوب چوڑا محسوس ہوتا تھا۔
- آپ کا قد درمیانہ تھا۔

- ہر موسم میں موسمی لباس کے علاوہ آپ سفید کپڑے زیب تن فرماتے۔
- آپ کی آواز نہایت پُر درد تھی اور کسی قدر بلند تھی۔
- آپ کی چلنے کی رفتار ایسی نرم تھی کہ برابر کے آدمی کو بھی چلتا محسوس نہ ہوتا تھا۔
- آپ ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔
- کبھی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔

(مجددِ اسلام از علامہ نسیم بستوی مطبوعہ لاہور ص ۳۳،۳۲)

۱۱) عادات مبارکہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بعض عادات کریمہ یہ تھیں؛

- قہقہہ لگا کر نہ ہنستے۔
- جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لیتے اور کوئی آواز پیدا نہ ہونے دیتے۔
- قبلہ کی طرف رُخ کر کے کبھی نہ تھوکتے۔
- نہ ہی قبلہ کی طرف پاؤں مبارک دراز کرتے۔
- نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔
- فرض نماز باعمامہ پڑھا کرتے۔
- لوہے کے قلم سے اجتناب فرماتے۔
- مسواک کیا کرتے، اور سر مبارک میں تیل بھی ڈلواتے۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۹۲)

الباب الثانی

خوبصورت اوصاف

۱۲) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چھبیس 26 روز کھانا نہیں کھایا:

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کسی کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے سابقہ عابدین و اولیائے کاملین کا ذکر تحریر تھا کہ فلاں عابد نے اتنے روز کھانا نہیں کھایا اور خدا کی عبادت کی اور فلاں فلاں نے اتنے اتنے روز کھانا نہیں کھایا اور خدا کی عبادت کرتے رہے بس یہ پڑھ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اُسی وقت سے کھانا تناول فرمانا چھوڑ دیا۔

اہلِ خانہ کو اور جن جن احباب کو اس بات کی خبر ہوتی گئی ان کی فکر بڑھتی گئی کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، کئی بار اہل خانہ، دوست احباب اور خلفاء و تلامذہ نے عرض کیا حضور کھانا تناول فرمائیں، ارشاد فرمایا: آپ حضرات تناول فرمائیں فقیر کا روزہ ہے۔

وقت گزرتا گیا، احباب کو فکر بڑھتی گئی کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کھانا کیسے کھلایا جائے۔ آپ دن میں روزہ رکھتے تھے اور صرف پانی کے چند گونٹ سے روزہ افطار فرمالیتے، کچھ بھی تناول نہ فرماتے، یوں ہی سحری میں بھی پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیتے۔

غالباً رجب المرجب کا مہینہ تھا، کچھ احباب نے آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ پیر طریقت حضرت سیّد مہدی میاں صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اطلاع دی لیکن وہ آستانہ میں تشریف فرما نہیں تھے۔ محافظ ناموسِ رسالت حضرت علامہ شاہ محمد ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اطلاع دی گئے لیکن وہ بھی مکان پر تشریف فرما نہیں تھے، تبلیغ سُنّیت کے سلسلہ میں ملک کا دورہ فرمارہے تھے، خیر جب ان کو اطلاع ہوئی تو وہ فوراً بریلی شریف کیلئے روانہ ہوگئے اور قبلِ مغرب سوداگران پہنچے۔

مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بتایا گیا کہ آج چھبیس روز ہوگئے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کھانا نہیں کھایا، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ بات کیا ہے۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی لوگ مسجد کی طرف چل دیئے، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی مکان سے تشریف لائے اور مسجد میں جاکر نمازِ مغرب کی امامت فرمائی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کچھ فاصلہ سے کھڑے ہوکر سلام عرض کیا، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور مولانا ہدایت رسول رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مخاطب کرکے فرمایا کیوں مولانا صاحب! آج دور کیوں کھڑے ہیں آیئے مصافحہ کریں، یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اٹھے اور مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی طرف بڑھے، مولانا صاحب پیچھے ہٹے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا صاحب کیا بات ہے۔ مولانا ہدایت رسول صاحب نے عرض کی کہ ”اب اہلسُنّت کو چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جانا چاہیے۔“ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تعجب کے لب و لہجے میں فرمایا" مولانا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مولانا صاحب نے عرض کی ” جب اہلسُنّت کا امام کھانا پینا چھوڑ دے تو اُس کی دنیاوی زندگی کا کیا سہارا کیا جاسکتا ہے۔“

اعلیٰ حضرت نے رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کہ میری نظر سے سابقہ زمانے کے عابدین کا حال گزرا اُن لوگوں نے کھائے پیئے بغیر خداوندِ قُدُوس جل مجدہ کی عبادت کی اور ہم تو اُمّت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، اس لیے میں نے کھانا چھوڑ دیا، لیکن بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عطا ہوتا رہا۔ مولانا صاحب نے عرض کیا، حضور! میری آنکھیں تو نہیں دیکھتی ہیں، میں تو آپ کا مہمان ہوکر آیا ہوں اور مہمان کیساتھ میزبان کا کھانا بھی ضروری ہے۔ میری یہ ضد ہے کہ اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو آج سے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مولانا صاحب کا بڑا لحاظ فرماتے تھے اور مولانا صاحب کی بات بہت زیادہ مانتے تھے۔ فوراً گھر میں اطلاع ہوئی اور مہمان خانے میں دسترخوان بچھا دیا گیا۔ کھانا پیش کیا گیا مولانا ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دُھلوائے اور اس طرح چھبیس دن کے بعد اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مولانا صاحب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

(تجلیات امام احمد رضا از محمد امانت رسول قادری برکاتی مطبوعہ کراچی ص ۸۳)

۱۴) مدینے کے پانی سے محبت:

حیات اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میں ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے مدینہ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے بہتر پانی کہیں نہیں پایا۔ خدامِ کرام حاضرین بارگاہ کے لیے زور قوں (برتنوں) میں پانی بھر دیتے ہیں، کہ گرمی کہ موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں (ہوائیں) اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بلکل برف معلوم ہوتا ہے، پھر فرمایا: عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس (پانی) میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

۱) ایک صفت یہ ہے کہ ہلکا ہو، اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اسکی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں، اگر خنکی (ٹھنڈک) نہ ہو تو پیتے وقت اس کا حلق سے اترنا بلکل ہی معلوم نہ ہو۔

۲) دوسری صفت شیرنی (مٹھاس) وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے ایسا شیریں کہ میں نے کہیں نہیں پایا۔

۳) تیسری صفت خنکی (ٹھنڈک) یہ بھی اعلیٰ درجہ پر ہے۔

میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں۔ کھانا مکان پر کھایا جائے اور جاں فزا

پانی مسجد میں، لہٰذا کھانے میں پانی نہ پیتا، کھانے کے بعد مسجدِ کریم میں بہ نیتِ اعتکاف حاضر ہوتا اور عطیہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دل و جاں سیر اب کرتا۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ لاہور ص ۲۸۴)

(۱۴) تقویٰ وپرہیزگاری:

زُہد و تقویٰ کی شمع اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بزمِ حیات میں اتنی روشن ہے کہ دیگر اوصاف سے قطعِ نظر کر لیا جائے، جب بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولایت و عظمت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی آیئے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے تقویٰ پرہیز گاری پر دو واقعات ملاحظہ کرتے ہیں ؛

مولانا ریحان احمد قادری اپنی کتاب "فیضان اعلیٰ حضرت" میں ایک وقعہ نقل کرتے ہیں کہ ؛

ایک مرتبہ شام کے وقت حسبِ معمول پان لانے میں دیر ہو گئی۔ کافی دیر میں ایک بچہ پان لے کر حاضر ہوا۔ رَمَضَانُ الْمُبَارَك کا مہینہ تھا اور تقریباً مغرب کے بعد دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ افطار کے بعد صرف پان ہی پر اکتفاء فرماتے تھے۔ لانے والے بچے سے فرمایا: "اتنی دیر میں کیوں لایا اور اس کو ایک چپت بھی رسید کر دی۔"

واقعہ تو گزر گیا مگر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بعد میں سوچا کہ میں نے غلطی کی کہ اس بچے کو ایک چپت رسید کر دی۔ لہٰذا رہا نہ گیا اور سحری کے وقت بچہ کو بلایا اور فرمایا: شام کو میں نے تمھیں چپت ماری تھی۔ حالانکہ قصور تمھارا نہیں بھیجنے والے کا تھا۔ لہٰذا اب اس غلطی کا تدارک (بدلہ) اس طرح ہو گا کہ تم بھی میرے سر پر چپت مارو اور سر سے ٹوپی اتار کر اصرار فرمایا۔ حاضرین یہ معاملہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے۔ بچہ بھی عالمِ حیرت میں مبتلا ہو گیا اور عرض کیا حضور! میں نے معاف کیا، اس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تم

نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا کیا حق ؟ تم چپت مارو۔ مگر وہ نہ مار سکا۔ اسکے بعد (پیسوں والا) بکس نکال کر اس میں سے مُٹھی بھر کر پیسے نکالے اور فرمایا میں تم کو یہ اتنے پیسے دوں گا تم چپت مارو، مگر وہ بچہ کہتا رہا حضور! میں نے معاف کیا۔

آخر کار جب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے دیکھا کہ یہ بدلہ نہیں لے رہا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر بہت سے چپتیں لگائیں اور پھر اس بچے کو پیسے دے کر رُخصت کیا۔ اللہ أکبر! کیا ہی خوفِ آخرت ہے۔ (فیضان اعلیٰ حضرت از محمد ریحان احمد قادری مطبوعہ لاہور ص ۱۶۷)

۱۵) تصاویر ہٹا دو:

ساری زندگی تقویٰ و پرہیز گاری میں بسر کرنے والے کا بوقتِ وصال بھی تقویٰ و احتیاط قابلِ دید ہے۔

سیرت اعلیٰ حضرت میں ہے کہ: وقت وصال سے کچھ دیر پہلے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ارشاد فرمایا: تصاویر ہٹا دو لوگوں نے سوچا یہاں تصاویر کا کیا کام لوگ سوچ ہی رہے تھے کہ خود ہی ارشاد فرمایا: یہی لفافے، کارڈ اور روپے پیسے وغیرہ۔ اور یہ سب اس وجہ سے کہ حدیث پاک میں ہے کہ " جس گھر میں تصویر اور کُتا ہوتا ہے اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے " اگرچہ عُلَماء نے سِکّوں کو بدرجۂ مجبوری اس حکم سے الگ رکھا ہے مگر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس وقت میں اسے بھی گوارا نہ فرمایا اور احتیاط و تقویٰ کی روح پیش فرما دی اور کلیۃً تصویر کے شائبے سے بھی اجتناب فرمایا۔ (انوار رضا مطبوعہ لاہور، ص ۲۵۵)

۱۶) دنیا سے بے رغبتی:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جس ماحول میں زندگی بسر کی وہ مال و دولت جاہ و جلال کا نہیں بلکہ علم و عرفان کا ماحول تھا۔ جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

دولت و شہرت کے آرزو مند نہیں تھے۔ آپ نے اُمورِ دُنیا سے کبھی تعلق ہی نہیں رکھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے وقت کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ لیکن ساری جائیداد کا انتظام دوسرے عزیزوں کے سپرد تھا۔

ایک مرتبہ مسٹر گاندھی بریلی شریف پہنچے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملنے کے متمنی ہوئے (خواہش کی) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قبول نہ فرمایا اور انکار فرما دیا۔ یہاں تک کہ بعض حضراتِ اہل سنّت، مخلصین اعلیٰ حضرت نے بھی سفارش کی کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اُس کی خواہش کو رد نہ فرمائیں اور تھوڑا سا وقت مسٹر گاندھی کو ملاقات کا دے دیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”کہ وہ مجھ سے دینی اُمور میں گفتگو کریں گے یا دُنیوی اُمور کی بہتری کے متعلق؟ دینی اُمور سے متعلق تو گفتگو کر نہیں سکتے کہ وہ ہمارے دین سے واقف نہیں ہے، رہا دُنیاوی فائدے کے متعلق، تو جب میں نے اپنے دُنیوی فائدہ کی طرف توجہ نہ کی تو دوسروں کی دُنیا سنوارنے کی فکر میں کس طرح اپنا وقت ضائع کر سکتا ہوں۔ یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔“

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ص ۴۳۴)

اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دُنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے مُنعِم رگڑ کر ایڑیاں

(حدائق بخشش)

۱۷) ذکرِ دنیا بھی پسند نہ فرماتے:

دنیاداروں کا ذکر تو بڑی بات ہے سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی مجالس میں دُنیا کا ذکر بھی پسند نہ فرماتے، چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مولانا محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

جُمعہ کے بعد حاضرین کی ایک بڑی جماعت موجود رہتی، عموماً دینی بات لوگ دریافت کرتے اور حُضُور جواب دیتے یا کسی حدیث یا آیت کے متعلق بیان فرماتے، کبھی اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کے واقعات بیان کرتے۔ حاضرینِ آستانہ میں سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو دُنیا کی باتوں میں گفتگو کرتے دیکھا، ہمیشہ کوئی نہ کوئی دینی تذکرہ ہی رہا کرتا۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے صدقے دنیا سے بے رغبتی عطا فرمائے اور دین و آخرت کے معاملہ میں غور فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پیچھا میرا دنیا کی محبت سے چُھڑا دے
یارب مجھے دیوانہ مدینے کا بنادے

(وسائل بخشش)

(تذکرہ اعلیٰ حضرت بزبان صدر الشریعہ از مولانا حافظ محمد عطاالرحمٰن مکتبہ اعلیٰ حضرت، ص ۳۱)

۱۸) عاجزی وانکساری:

سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی پاکیزہ زندگی میں عاجزی و انکساری کا پاکیزہ جوہر بڑی آب و تاب سے چمکتا نظر آتا ہے۔

صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے منقول ہے کہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرمایا کرتے تھے ”مجھے کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آیا کہ میں عالِم ہوں“۔ (تذکرہ اعلیٰ حضرت بزبان صدر الشریعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور، ص ۳۳)

مولانا محمد احمد مصباحی اپنی تصنیف ”امام احمد رضا اور تصوف“ میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی عاجزی و انکساری کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے کہ؛

پرانے شہر بریلی کے ایک سائل نے دو مرتبہ اسفتاء کے شروع میں لکھا: ”کیا فرماتے

ہیں علمائے کرام و مفتیانِ شرع متین" اور آخر میں یہ لکھا کہ "جواب میں کسی کی رُورعایت (طرفداری) نہ کی جائے۔

دوسری بار اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جوابِ سوال کے بعد لکھا:

اتنی بات اور گزارش ہے کہ بے ادب سائل ہونا نہ چاہیے۔ سوال کیا جائے عُلمائے کرام سے کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین" اور آخر میں ہدایت یہ کی جائے کہ "رُورعایت (طرفداری) کسی کی نہ پائی جائے۔" یہ کھلی دریدہ دہنی (گستاخی) ہے۔ علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کو کسی کی رُورعایت سے کیا تعلق؟ جو احکامِ الٰہی ہیں بتاتے ہیں۔ جو کسی کی رُورعایت سے معاذاللہ قصداً غلط حکم بتائیں، وہ عُلمائے دین کب ہوئے، نائبانِ شیطان ہوئے۔

پہلے بھی ایک سوال میں یہ تنبیہ و توبیخ کے کلمات اس سائل نے لکھے تھے، اس پر چشم پوشی (درگزر) کی گئی۔ اب دوسری بار ہے، لہٰذا سائل کو اگر ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت ہو تو شروع سوال میں "عُلمائے دین" مطلق نہ لکھا کرے جس سے توہین علماء پیدا ہو بلکہ خاص اس فقیر کا نام لکھ کر آخر میں جیسے چاہے الفاظ لکھے۔

(امام احمد رضا اور تصوف از مولانا محمد احمد مصباحی مکتبہ کرماں والا بکس لاہور، ص ۷۷)

۱۹) سادگی:

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بڑی سادگی سے زندگی بسر فرمائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ہر شعبہ زندگی میں سادگی کو اپنایا، خواہ لباس و خوراک ہو، یا رہن سہن۔

"حیات اعلیٰ حضرت" میں ہے کہ آپ اس قدر سادہ وضع میں رہتے کہ کوئی شخص یہ بھی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ حضرت مولانا امام احمد رضا خان صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جن کی شہرت مشرق سے

مغرب اور شمال سے جنوب تک ہے یہی ہیں۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب کاٹھیاوار سے حضور کی شہرت سن کر بریلی شریف آئے۔ ظہر کا وقت تھا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسجد میں وضو فرمارہے تھے۔ سادہ وضع تھی، چوڑی مہری کا پاجامہ، ململ کا چھوٹا کرتہ، معمولی ٹوپی، مسجد کی فصیل (باؤنڈری) پر بیٹھے ہوئے مٹی کے لوٹوں سے وضو فرمارہے تھے کہ وہ صاحب مسجد میں تشریف لائے اور انہوں نے السلام علیکم کہا، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جوابِ سلام دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی سے دریافت کیا: ”میں مولانا احمد رضا خان صاحب کی زیارت کو آیا ہوں“ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: احمد رضا میں ہی ہوں، انہوں نے کہا کہ میں آپ کو نہیں مولانا احمد رضا خان صاحب کو ملنے آیا ہوں۔ بلآخر یہ جان کر کہ آپ ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ہیں وہ حیران رہ گئے۔

آپ کبھی شہرت کا لباس، قیمتی جُبّہ، قیمتی عمامہ وغیرہ استعمال نہیں فرماتے تھے، نہ ہی خاص مشائخانہ انداز اختیار فرمایا مثلاً خانقاہ، چلہ، حلقہ وغیرہ، نہ ہی خدام کا مجمع۔ اللہ پاک ہمیں بھی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص۶۹۶)

۲۰) خوش طبعی:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے آپ کی ایک خصوصیت ”خوش طبعی و خوش مزاجی“ کا بھی پتہ چلتا ہے، کبھی کبار آپ سچا مزاح فرمایا کرتے۔

”حیات اعلیٰ حضرت“ میں مولانا ظفر الدین بہاری صاحب تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ”الٰہ آباد“ کے ایک صاحب تشریف لائے وہاں کے اَمرُود مشہور ہیں۔ چند اُمرُود جن پر پتہ لگے ہوئے تھے ایک چھوٹے سے طشت (تھال) میں رکھ کر حاضر کیے اس وقت اعلیٰ

حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ظہر کی نماز پڑھ کر زنانہ مکان پر تشریف لئے جارہے تھے۔ جب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سیڑھی کے قریب پہنچے اور سیڑھی پر چڑھنے لگے تو یہ صاحب حاضر ہوئے اور وہ طشت (تھال) پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"برگِ سبز ست تحفہ درویش"

(اس فقیر کی طرف سے چند سبز پتوں کا تحفہ حاضر ہے)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اَمرُود میں سے پتے ذرا زور دے کر اٹھا لیے اور فرمایا؛ "کچھ برگِ سبز (سبز پتے) میں نے قبول کر لیے" اور مسکراتے ہوئے حویلی میں تشریف لے گئے"۔

وہ صاحب بیچارے سخت پشیمان (شرمندہ) ہوئے اور خاموش وہاں سے واپس ہوئے اور بولے "اب کیا کریں ہم اعلیٰ حضرت کے لیے یہ اَمرُود الہ باد سے لائے تھے اور میں نے یہ مصرع (جملہ) انکساراً (بطور عاجزی) پڑھا تھا لیکن اعلیٰ حضرت نے اَمرُود کے پتے لے لئے اور اَمرُود قبول نہیں فرمائے۔"

ہم (مولانا ظفر الدین بہاری صاحب) نے کہا پریشان نہ ہوں یہ اعلیٰ حضرت نے بطور طیبت (خوش طبعی) کیا، آپ کسی گھریلو ملازمہ کے ہاتھ ان کو اندر بھجوا دیجئے قبول کر لیں گے، انہوں نے اَمرُود اندر بھیج دیے اعلیٰ حضرت نے قبول فرمالئے، یہ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعا خیر دینے لگے۔ (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۱۹۷)

۲۱) ایک دلچسپ واقعہ:

سید قناعت علی اپنا واقعہ کچھ یوں ذکر کرتے ہیں؛ کہ ایک مرتبہ حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ کو ایک کتاب عنایت فرمائی اور کہا کہ "اس کتاب کی کل جِلد

بند ھوا کر لے آیئے" میں نے بجائے جِلد ساز کے پاس جانے کے بازار سے تین پیسے میں جِلد باندھنے کا سامان خریدا اور خود اپنے ہاتھوں سے جِلد باندھ کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے استفسار فرمایا: کہ اس کی اُجرت کتنی ہوئی ؟ اس کے جواب میں مَیں نے عرض کیا" تین پیسے" اس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ صرف تین پیسے میں جِلد کیسے تیار ہوں سکتی ہے، مَیں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور سامان خرید کر میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے باندھی ہے اس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مزاحاً ارشاد فرمایا: "بہت بڑے جلّاد ہیں آپ"۔

(مجد د اسلام از مولانا نسیم بستوی مکتبہ رضا اکیڈمی لاہور، ص ۱۰۶)

پیارے اسلامی بھائیو! پتہ چلا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے محبین و معتقدین سے جائز خوش طبعی فرماتے تھے اور اگر یہ عمل خلاف شرع نہ ہو تو بلکل جائز ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک جگہ فرماتے ہیں؛ کہ خوش طبعی ایک محمود صفت ہے۔ لیکن ہماری خوش طبعیوں کا حال بہت بُرا ہے اکثر اوقات ہماری خوش طبعیاں جھوٹ، دل آزاری، طعنہ زنی، اور دیگر گناہوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یاد رکھیئے ایسی خوش طبعی کی شریعت میں بلکل اجازت نہیں بلکہ اس قسم کی خوش طبعی و ہنسی مذاق جو گناہوں پر مشتمل ہو باعث سزا ہے۔ تو خوش طبعی کیجئے مگر شریعت کے مطابق اللہ پاک ہمیں گناہوں سے محفوظ خوش طبعی اور مسلمانوں کی دلجوئی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲۲) اطاعتِ والدین:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذات میں جہاں اور بہت سی خصوصیات تھیں وہیں پر آپ میں اطاعتِ والدین کی خصوصیت درجہ اتم موجود تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ہمیشہ

اُن کی اطاعت کی، چناچہ مولانا ظفر الدین بہاری نقل فرماتے ہیں:

یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا محمد رضا خان اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خان اور اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے، تو اعلیٰ حضرت خود جھانسی تک اُن کو چھوڑنے تشریف لے گئے۔ کہ وہاں سے بمبئ میل پر لوگ روانہ ہونے تھے۔ جو سیدھی بمبئ جاتی اور کہیں دوسری گاڑی بدلنا نہ پڑتی۔ اُس وقت تک اعلیٰ حضرت کا قصد حج و زیارت کے لئے سفر کا بلکل نہ تھا۔ کیونکہ پہلے ہی حجِ فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے، صرف ان کو مشایعت(رخصت کرنے کے لیے چند قدم ساتھ جانا) مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰ حضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آگئی جس کا مطلع یہ ہے۔

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبرِ والا ہوکر

اس کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

وَائے محرومیِ قسمَت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہِ زوّارِ مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا کہ آپ کا دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا جس کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے۔

پھر اُٹھا وَلولۂ یادِ مُغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامن دل سُوئے بیابانِ عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارتِ سرورِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قصدِ مصمم فرمایا، لیکن والدہ ماجدہ کی اجازت کے بغیر سفر مناسب نہ جانا، (کیونکہ نفلی حج کیلئے والدین کی اجازت ضروری ہے) اس لیے اُن کی گاڑی چھوٹنے کے بعد بریلی واپس تشریف لائے اور والدہ ماجدہ سے اجازت کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔

اس سے آگے کا ذکر خود اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی کی زبانی سُنئے "ملفوظات اعلیٰ حضرت" حصہ دوم میں ہے۔

(بریلی شریف واپس پہنچنے کے بعد میں) عشاء کی نماز سے اول وقت ہی فارغ ہو لیا۔ شِکْرَم (یعنی چار پہیوں والی مخصوص گاڑی) بھی آگئی۔ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اِجازت نہ دیں گی، کس طرح عرض کروں، اور بغیر اِجازتِ والدین حجِ نفل کو جانا حرام۔ آخر کار میں اندر گیا، دیکھا کہ حضرتِ والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرما تھیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں میں سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں اور فرمایا: "کیا ہے؟" میں نے عرض کیا: حضور! مجھے حج کی اجازت دے دیجئے۔ پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ: "خدا حافظ!"۔ میں اُلٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت مکتبہ المدینہ، ص۱۸۳)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والدین کے اتنے اطاعت گزار تھے کہ والدین کے وصال کے بعد بھی اُن کی اطاعت کو نہ چھوڑا، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں؛ کہ ایک مرتبہ کئی روز سے کھانا نہ کھایا، والدین کریمین کو خواب میں دیکھا۔ والدہ ماجدہ نے تو کچھ نہ فرمایا، والد صاحب نے فرمایا "تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے" مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کر دیا۔ (الملفوظ مکتبہ المدینہ، ص۴۱۴)

اللہ أکبر کیسی اطاعت گزاری تھی کہ بعدِ وفاتِ والدین کریمین بھی اطاعت کرتے رہے لیکن افسوس کہ ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ فی زمانہ والدین کے ساتھ بہت گُستاخانہ سلوک کیا جاتا ہے، افسوس کہ والدین کی نافرمانی، اِن سے بد تمیزی، اِن کو گالیاں دینا، اور یہاں تک کہ بعض نادان تو اپنے والدین کو اولڈ ہاوس میں داخل کروا دیتے ہیں۔الامان والحفیظ!

یاد رکھیئے! جن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آپ نے پڑھا وہی والدین کے متعلق فرماتے ہیں؛ کہ والدین کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی نافرمانی ہے اور والدین کی ناراضی اللہ جبار وقہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنّت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہو گا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلاء نازل ہو گی مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۸۴)

پیارے اسلامی بھائیو! ابھی بھی وقت ہے اگر کبھی جانے انجانے میں اپنے والدین کی نافرمانی کر چکے ہیں تو اپنے رب کے حضور سچی توبہ کر لیجئے اور والدین کے قدموں میں گر کا معافی مانگ لیجئے کہیں ایسا نہ ہوں کہ والدین کی نعمت ہم سے چھین لی جائے اور ہم کف افسوس ملتے رہ جائیں۔

اللہ پاک ہمیں والدین کی نافرمانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے والدین کا اطاعت گزار بنائے رکھے۔ آمین

۲۳)ایثار:

"سیرت اعلیٰ حضرت "میں مولانا حسنین رضا خان صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں کہ؛

اعلیٰ حضرت کی فطرت میں ایثار داخل تھا۔ ایثار کیلئے پہلے سے کسی تعارُف یا ادنیٰ واسطے اور تعلق کی بھی اصلاً حاجت نہ تھی بلکہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک ایک شخص کا مسلمان ہونا ہی اُسے بڑی ہمدردی کا مستحق بنادیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے جذبہ ایثار کی ایک جھلک ملاحظہ ہو؛اعلیٰ حضرت نے ایک مکتوب حضرت مولانا محمود جان صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نام ۱۳۳۹ھ میں لکھا۔ تحریر فرماتے ہیں؛ بھائی سلیمان صاحب نے مجھ سے تعویذ مانگا تھا، میں آج کل لکھ نہیں سکتا، لہٰذا سب سے بہتر ان کی خاطر یہی میرے سمجھ میں آئی کہ خاص اپنے لئے جو عظیم تعویذ ۸۴ ۷ خانے کا تیار کیا تھا، ان کی نظر کروں، زندگی اگر باقی ہے تو اور تیار کر لیا جائے گا۔

اس تعویذ کے منافع وسعتِ رزق وبلندیٔ مرتبہ واستقامتِ دین حق ورحمتِ الٰہی ہیں۔ ایک دنِ کامل کی محنت میں لکھا جاتا ہے۔ میں نے بھائی سلیمان صاحب کو وہ چیز دی جو عمر بھر میں صرف اپنے لیے تیار کی تھی اور کسی کو نہ دی تھی، آپ کے فرمانے کی اسی قدر تعمیل کر سکا۔ (مکتوبات امام احمد رضا خان از مولانا محمود احمد قادری مکتبہ نبویہ لاہور، ص۲۶)

یہ ہے امام اہلسنت کا ایثار کہ جو چیز پوری زندگی میں ایک ہی مرتبہ اپنے لیے تیار کی اس کو بھی اپنے مومن بھائی پر ایثار کر دیا لیکن ہمارے معاشرے میں ایثار تو بہت دور اپنے مسلمان بھائی کا حق بھی بڑی دیدہ دلیری سے تلف کر دیا جاتا ہے۔

میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں اللہ پاک سے ڈرنا چاہئے دوسرے کو اسکا حق تو دیناہی ہے، لیکن اپنے اندر ایثار کا جذبہ بھی پیدا کرنا چاہئے۔ اللہ پاک ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی مسلمانوں کی خیر خواہی وایثار جیسی عظیم صفت عطا فرمائے۔ آمین

۲۴) صبرورضا:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی حیاتِ طیبہ پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اکثر و بیشتر مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا رہے چناچہ؛

مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت علیل تھے، میں عیادت کو گیا، حسبِ محاورہ پوچھا حضور! اب شکایت کا کیا حال ہے؟ فرمایا "شکایت کس سے ہو؟ اللہ سے نہ تو شکایت پہلے تھی نہ اب ہے، بندہ کو خدا سے کیسی شکایت "میں نے زندگی بھر کے لیے اس محاورہ سے توبہ کرلی۔

(تذکرہ اعلیٰ حضرت بزبان صدر الشریعہ، ص ۳۳)

"حیات اعلیٰ حضرت" میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا یہ ارشاد نقل ہے کہ؛

"عوام وخواص کو یہ بھی زبان پر رہتا ہے کہ بخار کی شکایت ہے، دردِ سر کی شکایت ہے، زکام کی شکایت ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ نہ کہنا چاہیے، اس لیے کہ جملہ امراض کا ظہور منجانبِ اللہ ہوتا ہے تو شکایت کیسی۔

نیز اگر مرض کا غلبہ ہے تو یوں اظہار کیا جاتا ہے، بے حد بخار ہے، بے حد نقاہت ہے، کیا معنی؟ کہ بخار و نقاہت ایسی ہیں کہ ان کی حد ہی نہیں یہ تو ایک قسم کا کوسنا (بُرا بھلا کہنا) ہوا۔۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۸۶۸)

"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" میں ہے۔

ایک دن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوئے، عبد الحمید خان صاحب بھی حاضرِ بارگاہ تھے، اُن سے ارشاد فرمایا کہ "اس بار مجھے ۳۴ دن کامل بخار رہا کسی وقت کم نہ ہوا۔"

اُنہوں نے عرض کیا: جاڑا(یعنی سردی کا بخار) بھی آتا ہے یا نہیں؟اس پر ارشاد فرمایا: جاڑا، طاعون، اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی و یک چشمی، برص، جذام وغیرہ کا مجھ سے نبی کریم ﷺ کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہونگے جس پر میرا ایمان ہے۔ پھر فرمایا؛اس میں ڈر جانا چاہیے کہ کوئی مرض ہی نہ ہو،بفضلہٖ تعالیٰ بخار، دردِ سر و دردِ کمر تو اکثر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اُس کا اثر اعصاب پر بھی پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا تھا۔

پھر فرمایا: بخار اور دردِ سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ہوا کرتے۔ ایک صاحب حضراتِ اولیاء میں سے تھے، اُن کو دردِ سر لاحق ہوا تو تمام رات نوافل میں گزار دی اس شکریہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضراتِ انبیائے عَلَیْہِمُ السَّلَام السلام کا مرض ہے۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت مکتبۃ المدینہ، ص۴۸۰)

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے کہ ہمارے اسلاف پر جیسی بھی بیماری آجائے وہ صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور اپنی عبادات میں بھی کمی نہیں آنے دیتے تھے بلکہ شکرانے میں مزید عبادتوں کا اضافہ فرما دیتے جبکہ ہمارا کیا حال کہ اول تو عبادات میں دل ہی نہیں لگتا پھر اگر نفس کو عبادت کرنے پر راضی بھی کر لیں تو افسوس کہ ادنیٰ سی مصروفیت اور تھوڑی بہت بیماری کہ سبب نماز ہی ترک کر دیتے ہیں۔ ہمیں اسلاف کے واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور کچھ بھی ہو عبادات میں سستی سے بچنا چاہیئے اللہ پاک ہمیں بزرگوں کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲۵)ارادتِ شیخ:

سلوک و تصوف اور ارادات و طریقت میں ضروری ہے کہ پیر و مرشد سے بھرپور تعلق

قائم ہو، جبھی فیضانِ قلب و نظر سے فیضیاب ہوا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مرشدِ گرامی سے سچی عقیدت رکھتے تھے۔

آیئے اب اس حسنِ عقیدت کی عملی جھلک بھی دیکھ لیتے ہیں؛ چنانچہ ایک مرتبہ سجادہ نشین مارہرہ شریف نے اعلیٰ حضرت سے رکھوالی کے لیے دو کتوں کی فرمائش کی اعلیٰ حضرت خانقاہِ عالیہ کی دیکھ بھال کے لیے بذاتِ خود اعلیٰ نسل کے دو کتے دے آئے اور عرض کی حضور! ان کتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے یہ سارا کام کاج بھی کریں گے اور رات کو رکھوالی بھی کریں گے۔ جانتے ہیں یہ دو کتے کون تھے؟ آپ کے دونوں صابزادگان حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان حاحب۔ **اللہ اللہ!**

(انوارِ رضا مکتبہ ضیاء القرآن ص ۲۳۸)

صاحبزادہ سید محمد امین میاں برکاتی فرماتے ہیں؛

اعلیٰ حضرت اپنے مرشدانِ عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہِ برکاتیہ تک ننگے پاؤں پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب کبھی حجام خط یا پیالہ لے کر بریلی جاتا تو "حجام شریف" فرماتے اور اس کے لئے کھانے کا دستر خوان اپنے سرِ اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔

اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے پیر و مرشد سے سچی محبت اور پیر و مرشد کا ادب عطا فرمائے اور بے ادبی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔

(احترام ساداتِ اور امام احمد رضا صاحب بریلوی از سید صابر حسین بخاری مطبوعہ لاہور، ص ۳۵)

۲۶) عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زندگی تھی، وہ ایسے

عاشقِ رسول ہوئے کہ اسی عشق کی بدولت جانے پہچانے لگے۔ ان کا کہنا تھا۔

ذِکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں
کیجیے چرچا اُنہیں کا صبح و شام

برکلے یونیورسٹی کی ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے اس پہلو پر بڑا زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ محبت رَسُول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ، محبت اولیاء، محبت مشائخ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ خود کہتے تھے ہیں میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو ایک پر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور دوسرے پر **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** لکھا ہو گا۔

شیخ غلام محمد برہان الدین مدنی لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو عشق رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے خزانوں سے دولت ابدی حاصل ہوئی اور انہوں نے اس دولت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی ذات اقدس کے مختلف پہلوؤں پر اپنے تحقیقی مقالات و رسائل پیش کیے۔ ان نگار شات (تحریرات) میں عشق رَسُول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے جیسے بدن میں روح رواں دواں ہو۔ (محدث بریلوی از ڈاکٹر مسعود احمد صاحب، ص ۸۳_۸۴)

مشائخ زمانہ کی نظروں میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه عشق کی آخری سیڑھی فنا فی الرسول کے درجہ پر فائز تھے۔ اکثر فراقِ مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ میں غمگین رہتے اور سرد آہیں بھرتے رہتے۔ جب پیشہ ور گستاخوں کی گُستاخانہ عبارات کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی لگ جاتی اور پیارے مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی حمایت میں گستاخوں کا سختی سے رَدّ کرتے تا کہ وہ غصہ میں آکر خود اعلیٰ حضرت کو بُرا کہنا اور لکھنا شروع کر دیں۔

ایک بار صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور! آپ کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا ردّ ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آج کل تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں اور اس طرح وہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دلائل و براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں، لہٰذا اگر حضور نرمی اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ (عاشق) جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرّف ہوں اور آپ کے لاجواب دلائل دیکھ کر ہدایت پائیں۔

حضرت صدر الافاضل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ گفتگو سن کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آبدیدہ ہوگئے، اور فرمایا: مولانا! تمنّا تو یہ تھی کے احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا اور اس طرح گستاخی اور توہین کا سدِّباب کرتا۔ لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہاں! اللہ عزوجل نے قلم عطا فرمایا ہے، تو میں قلم سے سختی اور شدّت کے ساتھ ان بے دینوں کا ردّ اس لئے کرتا ہوں تاکہ حُضُور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید ردّ دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میری اور میرے آباؤ اجداد کی عزت و آبرو حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمتِ جلیل کے لئے سِپَر (رکاوٹ) ہو جائے۔

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار،

اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

(سوانح امام احمد رضا از علامہ بدر الدین احمد قادری مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۱۳۱)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بات ہو اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شاعری کو چھوڑ دیا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان اقدس میں بڑی مرصّع (ہیرے و جواہرات سے آراستہ) نعتیں اور بڑے کامیاب قصائد کہے ہیں جن میں ان کا عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قصیدہ نوریہ مشہور و مقبول ہے جسکا مطلع ہے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

دوسرا قصیدہ معراجیہ جس کے ہر ہر شعر سے عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کیا کمال طریقہ سے واقعہ معراج کا تذکرہ فرمایا پھر محبت رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں کس قدر لطیف اشارات اللہ أکبر جو کسی عاشق صادق کے علاوہ کہ بس کی بات نہیں حقیر کہتا ہے اگر قصیدہ معراجیہ کو ہی تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے حصول برکت کیلئے مطلع ذکر کیے دیتے ہیں۔

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

شیخ غلام محمد برہان الدین مدنی لکھتے ہیں:

جب یہ قصیدہ شعراء کاملین کو ایک محفل میں سنایا گیا تو سب نے بیک زبان کہا کہ یہ قصیدہ کَوثَر کی دُھلی ہوئی زبان سے لکھا گیا ہے۔(محدث بریلوی از ڈاکٹر مسعود احمد صاحب،ص ۸۴)

پھر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کلاموں کی بات کی جائے اور صلاۃ وسلام کو چھوڑ دیا جائے یہ عقل سے وراء ہے اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ اگر کسی نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صورت وسیرت کی ہر طرح سے منظر کشی کرنے کی کوشش کی تو وہ کوئی اور نہیں بلکہ امام اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ہی ذات ہے کہ ایک ایسا ضخیم سلام لکھا جو عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سرشار ہونے کے ساتھ صورت وسیرت مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بھی منظر کشی کرتا ہے۔ اور اس کلام کی شہرت کا یہ عالم ہے، برا عظم امریکہ، افریقہ، یورپ وغیرہ تو کجا تمام ممالک ہی میں اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس کا بھی فقط مطلع ذکر کیے دیتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت کے عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اگر شرح بسط سے بیان کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں اختصار کہ پیش نظر یہی کافی ہے۔

اللہ پاک اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشق رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے ہمیں بھی حقیقی عشق مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عطا فرمائے۔

۲۷) تعظیمِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:

سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس کی تعظیم عینِ ایمان ہے، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ

تَعَالٰی عَلَیْہ چونکہ ایمانِ کامل کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، لہٰذا سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بلکہ ان کی ہر نسبت کی بھی تعظیم بجالاتے۔

جب کوئی شخص حج کر کے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں آتا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس سے سب سے پہلا سوال یہ کرتے کہ آیا حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے روضۂ اطہر پر بھی حاضری دی تھی۔ اگر وہ کہتا ہاں تو آپ فوراً اُس کے قدم چوم لیتے اور اگر کہتا کہ نہیں تو پھر اس کی طرف مطلق توجہ ہی نہ فرماتے۔

پروفیسر ڈاکٹر ابوالخیر کشفی فرماتے ہیں کہ امام احمد رضا کے بارے میں ایک اور واقعہ جس نے میرے قلب میں بہت گہرا اثر ڈالا ہے وہ یہ کہ جو شخص بریلی میں حج ادا کر کے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیار کی زیارت کے بعد واپس لوٹتا تو اعلیٰ حضرت اپنی عظمت اور اعلیٰ منصبی کے باوجود اسکے پاس جاتے تھے اور اس کے قدموں کو اپنے رومال سے صاف کرتے تھے اس لئے کہ اُس کے قدموں نے اس دیارِ پاک کے ذروں کو بوسہ دیا تھا۔

(امام احمد رضا اور درسِ ادب از مفتی فیض احمد اویسی مطبوعہ مکتبہ اہلسنت فیصل آباد، ص ۳۲)

۲۸) نامِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا احترام:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مسلک یہ ہے کہ سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اسمِ گرامی کی کتابت میں دُرُود و سلام کا وہی اہتمام ہونا چاہئے جو زبان سے ادائیگی میں ہوتا ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

(سوال میں) صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جگہ ''صلعم'' لکھا ہوا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے، یہ بلا عوام تو عوام چودھویں صدی کے بڑے بڑے اکابر و جید عُلماء کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی ''صلعم'' لکھتا ہے تو کوئی ''صللم'' کوئی فقط ''ص'' کوئی فقط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے

بدلے "عم" یا "ع"۔ ایک ذرہ سیاہی یا انگلی بھر کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لیے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا راستہ پکڑتے ہیں، امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "پہلا وہ شخص جس نے درود شریف میں ایسا اختصار کیا اسکا ہاتھ کاٹا گیا۔" (فتاوی رضویہ از امام احمد رضا خان مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، ج ۲۲، ص ۶۹۲)

۲۹) فدائے آلِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ:

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت و تعظیم سے ہے کہ آپ کی اولادِ امجاد سے بھی محبت کی جائے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چونکہ سر خیلِ (سردار) عشاق تھے، اس لیے وہ کسی سیّد صاحب کو اس کی ذاتی حیثیت و لیاقت سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جز ہیں۔

محبِّ سادات اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک استفتاء کے جواب میں ساداتِ کرام سے اپنی غلامی اور نیاز مندی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں: "فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضراتِ ساداتِ کرام کا ادنیٰ غلام ہے، ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بد مذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی کفر تک نہ پہنچے۔"

۱۳۳۵ھ میں حکیم عبد الجبار خان نے سوال پوچھا کہ: کیا سیّد پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بد اعمال کی سزا میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا؟

اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

"ساداتِ کرام جو واقعی علمِ الٰہی میں سادات ہوں، اُن کے بارے میں رب عزّوجلّ سے امیدِ واثق یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا۔"

حدیث میں ہے اِن کا فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡھَا) اس لیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کی تمام ذریت (اولاد) کو نار پر حرام فرما دیا، دوسری حدیث میں ہے کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے حضرت بتولِ زہرا رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡھَا سے فرمایا "اے فاطمہ! رب نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔"

(فتاوی رضویہ، ج ۱۱، قدیم ص ۱۰۹ بحوالہ امام احمد رضا اور احترام سادات از سید صابر حسین شاہ بخاری، ص ۱۹-۳۳)

سید وجاہت رسول قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں؛

میری پھوپھی جان سیّدہ حسنہ بیگم بیان کرتی ہیں کہ جب احقر کی دادی جان سیّدہ نذیر بیگم بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوتی تھیں تو اُن کی آرزو ہوتی کہ پیر کے گھرانے کی خواتین کی خدمت کی جائے، پیر کے گھر میں جاروب کشی (جھاڑو لگانے) کی سعادت حاصل کی جائے، لیکن اُن کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی کیونکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور آپ کے بعد حضرت حجۃ السلام مولانا حامد رضا خان کا اپنے گھر والوں کو یہ حکم تھا کہ یہ سیّد زادی ہیں، خبر دار ان سے کوئی خدمت نہ لی جائے بلکہ یہ ہماری مخدومہ (قابل تعظیم خاتون) ہیں اِن کی خدمت کی جائے اور اِن کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھا جائے، چنانچہ دادی محترمہ کے بقول جتنے آرام و آسائش سے وہ اپنے پیر و مرشد کے گھر میں رہتیں اتنے آرام سے کبھی اپنے گھر میں بھی نہ رہیں۔ (امام احمد رضا اور احترام سادات از سید صابر حسین شاہ بخاری، ص ۴۳)

"حیات اعلیٰ حضرت" میں ہے کہ: ایک سیّد صاحب بہت غریب تھے، تنگی سے گزر بسر ہوتی تھی اس لیے سوال کیا کرتے تھے، مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچتے، فرماتے "دلواؤ سیّد کو"۔

ایک دن اتفاقِ وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا، سیّد صاحب تشریف لائے اور سید ھا زنانہ

دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی " دلواو سیّد کو " اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس اسی دن اخراجاتِ علمی یعنی کتاب، کاغذ وغیرہ کے لیے دو سو روپے آئے تھے، جس میں نوٹ بھی تھے، اَٹھنّی، چَوَنِّی، پیسے بھی تھے کہ جس کی ضرورت ہو صرف (خرچ) فرمائیں، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس بکس کے اُس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے سیّد صاحب کی آواز سنتے ہی اُن کے سامنے لا کر حاضر کر دیا اور اُن کے آمنے سامنے کھڑے رہے، جنابِ سیّد صاحب دیر تک اِن سب کو دیکھتے رہے اُس کے بعد ایک چَوَنِّی لے لی۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: حضور یہ سب حاضر ہیں۔ سیّد صاحب نے فرمایا: مجھے اتنا ہی کافی ہے، الغرض جنابِ سیّد صاحب ایک چَوَنِّی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے، پھاٹک پر اُن کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو! سیّد صاحب کو آئندہ سے آواز دینے یا صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے، جس وقت سیّد صاحب پر نظر پڑے فوراً ایک چَوَنِّی حاضر کر کے سیّد صاحب کو رخصت کر دیا کرو۔

(امام احمد رضا اور احترامِ سادات از سید صابر حسین شاہ بخاری، ص ۳۸)

۳۰) خاندانِ رضا اور سادات:

صرف اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی نہیں آپ کا پورا خاندان سادات کی عزت و عظمت کے لئے مدّت سے مشہور تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دادا مولانا رضا علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روزانہ نمازِ فجر پڑھ کر "نو محلّہ" کے ساداتِ کرام کی خیریت معلوم کرنے اور سلام عرض کرنے جایا کرتے تھے۔ اُن کے اس معمول میں کسی مجبوری ہی سے فرق پڑتا تھا۔ مولانا رضا علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بعد والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی اِسی خاندان سے وابستہ رہے ہر تقریب میں، ہر دعوت میں وہ اپنے یہاں ساداتِ کرام کو

ضرور شریک کرتے تھے اور ان کا اعزازی حصہ سب سے دوگنا(ڈبل)ہوتا تھا۔

آپ کی یہ محبتِ سادات آپکی اولاد میں بھی سرائیت کئے ہوئی تھی، چنانچہ مولانا عبد المجتبیٰ رضوی صاحب لکھتے ہیں کہ؛

ایک مرتبہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لیے خانقاہِ رضویہ میں آئیں،لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتی اعظمِ ہند آرام فرمارہے ہیں، مگر انہیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انہوں نے پھر کہلوایا کہ ایک بار دیکھ لیا جائے کہ شاید حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

آخر کار وہ اپنے بچہ سے بولیں:"چلو بیٹے مجھے کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیّدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں" نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا: جلدی جا کر انہیں بلاؤ! شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں ۔ انہیں روک لیا گیا بچہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا،اس نے بتایا،حضرت نے اس بچہ کو بڑی عزت محبت کے ساتھ بٹھایا،پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا،سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انہیں اُسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رُکوالیا کہ دھوپ ختم ہو جائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرنا۔

(امام احمد رضا اور احترام سادات از سید صابر حسین شاہ بخاری،ص۵۵)

۳۱) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خود سید کیوں نہ تھے؟

"سید العلماء" حضرت مولانا سیّد آلِ مصطفیٰ میاں صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سجاد نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں؛

میں نے اِس بات پر بہت ہی غور کیا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہر فضیلت و

کرامت کے حامل تھے اور اُن کی ذاتِ بابرکات مظہرِ ذات وصفاتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تھی لیکن اللہ عزّوجلّ نے آپ کو پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا، سادات میں کیوں نہیں پیدا فرمایا؟

غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ اگر وہ سیّد ہوتے اور سیّد ہو کر سیّدوں کا ادب واحترام اِس شان سے فرماتے، انکی تعظیم وتوقیر کا خُطبہ اس طرح پڑھتے، تولوگ یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ ہی اپنی تعریف کر رہے ہیں، اور اپنی تعظیم وتوقیر کروانے کی غرض سے یہ طریقے اپنا رہے ہیں، لہٰذا رب تعالیٰ کی یہ حکمت ظاہر ہوئی کہ سادات میں اُن کو پیدا نہ فرما کر اعدائے دین کا روز قیامت تک کے لیے منہ بند فرما دیا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جس شان سے سیّدوں کا ادب واحترم فرمایا اور سادات کی تعظیم وتوقیر کر کے اُمّت کو دیکھایا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

(تجلیات امام احمد رضا از مولانا امانت رسول قادری مطبوعہ برکاتیہ پبلیشرز، ص۸۱)

الباب الثالث

کراماتِ رضا

مؤمن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود و تعجب خیز چیز صادر ہو و ظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی اُس کو "کرامت" کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر کرامت کی دو قسمیں ہیں:

۱) **کرامتِ محسوسہ:**

۲) **کراماتِ معنویہ:**

چنانچہ "فتاوی رضویہ" میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امام عین المکاشفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں جس سے کرامات کی ان دونوں قسموں سے بخوبی آگاہی حاصل ہوتی ہے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت عین المکاشفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

یقین جان! اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام "بَــــرّ" (احسان کرنے والا) کی بارگاہ سے آتی ہے تو صرف اسے صرف ابرار (نیکوکار) ہی پاتے ہیں اور وہ (کرامات) دو قسم کی ہیں، "محسوس ظاہری" و "معقول معنوی۔"

۳۲) کرامتِ محسوسہ:

عوام صرف کرامت محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتا دینا، گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، وغیرہ اور کرامت معنویہ کہ صرف خواص پہچانتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھے۔ عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے، تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے وغیرہ ان کرامات میں مکر و استدراج (دھوکہ و فریب) کو دخل نہیں اور وہ کرامتیں (کراماتِ حسیہ

جنہیں عوام پہچانتے ہیں ان سب میں مکرِ نہاں (چھپے ہوئے دھوکے) کی مداخلت ہو سکتی ہے پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہری کرامتیں استقامت کا نتیجہ ہوں یا خود استقامت پیدا کریں ورنہ کرامت نہ ہو گی۔

۳۳) کرامتِ معنویہ:

کرامتِ معنویہ میں مکر و استدراج کی مداخلت نہیں اس لیے کہ علم ان کے ساتھ ہے علم کا شرف خود ہی تجھے بتائے گا کہ ان میں مکر کا دخل نہیں، اس لئے کہ شریعت کی حدیں کسی کے لئے مکر کا پھندا قائم نہیں کرتیں، اس وجہ سے کہ شریعت سعادت پانے کا عین صاف و روشن راستہ ہے علم ہی مقصود ہے اور اسی نے نفع پہنچانا ہے اگرچہ اس پر عمل نہ ہو کہ مطلقاً ارشاد ہوا ہے کہ عالم و بے علم برابر نہیں تو عُلماء ہی مکر و اشتباہ سے امان میں ہیں۔

(فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور، ج ۲۱، ص ۵۴۹-۵۵۰)

۳۴) اعلیٰ حضرت اور کرامات معنویہ:

جب ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حیات طیبہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ کرامت کی ان دونوں قسموں کے عامل تھے "کرامت معنویہ" یعنی شریعت پر عمل و استقامت تو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حیاتِ طیبہ کا جزءِ لاینفک (ہمیشہ ان کی ذات میں موجود) تھا، جس کی کچھ جھلکیاں پچھلے صفحات میں بیان ہوئیں اسی سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایک خط ملاحظہ ہو:

حضرت مولانا شاہ عبد السلام قادری جبلپوری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نام اپنے مکتوب محررہ ۹ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں:

بھوالی (تبدیل آب و ہوا کے لیے آپ بھوالی (ایک پہاڑی علاقہ) تشریف لے

گئے تھے) میں ۱۹ ذی الحجہ سے چار روز مجھے شدید بخار آیا، پانچویں دن دردِ پہلو پیدا ہوا، پھر وہ درد جگر سے تبدیل ہوا ے محرم کا دن تھا، اور آٹھویں شب جیسی گزری۔

''اَلْحَمْدُ لِرَبِّیْ عَلٰی کُلِّ حَال وَ أَعُوْذُ بِہٖ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ''

وہاں نہ کوئی طبیب نہ کچھ دوا، اوپر کی سانس، یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر کی رگیں اوپر کھنچی چلی آئی ہیں اور نیچے کی سانس کے ساتھ نیچے جاتی تھیں، بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیائش سے سوا انچ گھل گیا، چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا لاری (سواری کی گاڑی) میں میرے لیے پلنگ بچھا کر لائے، عشاء سے ظہر تک کی نمازوں کو چار آدمی کُرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے عصر بھی مسجد میں ادا کی، پھر بخار اور اب تک مسجد جانے کی طاقت نہ رہی پندرہ روز سے اسہال (بار بار حاجت ہونا) شروع ہوئے اُس نے بلکل گرا دیا، نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار ہمت سے ہوتا ہے۔ **الحمد للّٰہ** کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہو کر ہی پڑھتا ہوں، مگر جو دشواری ہوتی ہے دل جانتا ہے۔

آٹھویں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے، مکان سے مسجد تک کُرسی پر جانے میں وہ تھکن ہوتی ہے کہ بیٹھ کر سنتیں بھی بدقتِ تمام (مکمل کوشش) پڑھی جاتی ہیں اور اس تھکن سے عشاء تک بدن چور رہتا ہے۔ نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار مرتبہ رُک جاتی ہے۔ یہ سب حالات میں نے شکرِ نعمتِ الٰہی و طلبِ دُعا کے لیے لکھیں ہیں۔ یہ خط صبح سے رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوا پایا۔

اللہ أکبر اس قدر بیماری کو نعمت الٰہی فرمایا نہ کے بے صبری کے کلمات کہے۔ شریعت پر عمل و استقامت بھی ہے کہ اتنی سخت بیماری کے باوجود بھی نماز نہیں چھوڑی اور ہمارا کیا حال

ہے کہ ہلکی سی طبیعت خراب ہو جائے مثلاً بخار، کھانسی، دردِ سر وغیرہ تو ہم نماز ہی چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے صدقے ہمیں بھی احکامِ شریعت پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔(مکتوباتِ اعلیٰ حضرت از مولانا پیر محمود احمد صاحب مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۵۱)

۳۵) اعلیٰ حضرت اور کراماتِ محسوسہ:

آیئے اب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی کچھ کراماتِ محسوسہ کے بارے میں بھی جانتے ہیں؛

کراماتِ حسیہ کی پھر بہت ساری اقسام ہیں چنانچہ:

امام المحقق حضرتِ علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب "جامعِ کرامتِ اولیاء"میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب "الطبقات" کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ کرامات کی بہت سی قسمیں ہیں، ان کی تعداد سو سے بھی زائد ہے، پھر امام سبکی رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے کرامت کی درج ذیل پچیس اقسام بیان کی ہیں۔

۱) مردوں کو زندہ کرنا۔

۲) مردوں سے کلام کرنا۔

۳) دریاؤں پر تصرف۔

۴) انقلاب ماہیت (جنس کو تبدیل کر دینا)۔

۵) زمین کا سمٹ جانا۔

۶) جمادات و حیوانات سے ہم کلام ہونا۔

۷) شفائے امراض۔

۸) حیوانات کا تابع فرمان ہونا

۹) زمانے کا مختصر ہو جانا۔

۱۰) زمانے کا طویل ہو جانا۔

۱۱) ۱۱مقبولیتِ دُعا۔

۱۲) خاموشی و کلام پر قدرت۔

۱۳) دلوں کو اپنی طرف مائل کر لینا۔

۱۴) غیب کی خبر دینا اور کشف ہونا۔

۱۵) کھائے پیئے بغیر عرصہ دراز گزارنا۔

۱۶) مقامِ تصرف پر فائز ہو کر تصرف کرنا۔

۱۷) زیادہ کھانا کھانے پر قدرت ہونا۔

۱۸) حرام کھانے سے محفوظ رہنا۔

۱۹) پردوں کے پیچھے دور دراز جگہ کا مشاہدہ کرنا۔

۲۰) ہیبت و دبدبہ۔

۲۱) دُشمنوں کے شر سے بچنا۔

۲۲) مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا۔

۲۳) زمین کے ذخیروں کو جان لینا۔

۲۴) مشکلات کا آسان ہو جانا۔

۲۵) ہلاکت خیز اشیاء کا اثر نہ ہونا۔

(ماخوذ از جامع کراماتِ اولیاء از علامہ نبہانی مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور، ص۱۷۷-۱۸۶)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی حیاتِ طیبہ میں حیران کن طور پر مندرہ بالا اقسام

کرامات میں سے تقریباً سبھی اقسام کی کرامات ملتی ہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر چند کرامات کا ذکر پیشِ خدمت ہے؛

۳۶) حیوانات سے کلام:

مولانا نورالدین صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ:

میں گورنمنٹ انگریز کا ملازم تھا، اتفاقاً میری ڈیوٹی بریلی شریف میں لگ گئی چونکہ میں میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مرید تھا، اور مجھے یہ نصیحت تھی کہ جہاں بھی جاؤ اُس علاقہ کے بزرگ کی حاضری ضرور دوں چنانچہ میں بریلی شریف میں بحکمِ پیر و مرشد اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا تھا۔

حسبِ معمول میں ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو انگریز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ آپ سے گفتگو میں مشغول ہو گئے اور آپ سے استفسار (پوچھ گچھ) کرنے لگے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ؛

"عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ"

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں"

کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر تو جانوروں کی بولیاں تک سمجھتے تھے۔ آپ پیغمبرِ اسلام صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمّت کے عالِم ہیں، آپ میں کوئی ایسی صلاحیت ہے؟

اتفاق سے اُس وقت دو کُونجیں (مرغابیاں) اُڑی چلی جا رہی تھیں، فرنگیوں (دونوں

انگریزوں) نے عرض کیا کہ وہ جو کُونجیں اُڑی چلی جارہی ہیں وہ ایک دوسرے سے کیا باتیں کر رہی ہیں؟

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار کا ادنٰی سا غلام ہوں اور اِنکساری ظاہر کی مگر انہوں نے اصرار کیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اچھا اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو سن لیجئے کہ وہ دونوں کُونجیں یہ گفتگو کر رہی ہیں؛

اگلی پچھلی سے کہہ رہی ہے جلدی کرو، اندھیرا ہو رہا ہے، پچھلی نے اگلی کو جواب دیا ہے کہ جب ہم پچھلی وادی میں جلدی سے اتری تھیں، تو میرے بائیں پاؤں میں کانٹا چبھ گیا تھا اس لیے مجھ سے تیز نہیں اڑا جارہا، تم آہستہ آہستہ چلو میں پورے زور سے چلتی ہوں تاکہ تمھارے ساتھ ساتھ رہ سکوں۔

ان انگریزوں کے پاس اُس وقت بندوق تھی اور دونوں بڑے نشانے باز تھے ایک انگریز نے فوراً نشانہ باندھا اور پچھلی کونج (مرغابی) گر کر تڑپنے لگی اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی کونج کے بائیں پاؤں میں کانٹا چبھا ہوا ہے۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ انگریز مسلمان ہوگئے اور کہنے لگے حضور! واقعی دینِ اسلام سچا ہے۔

(گلستانِ اولیاء از محمد امیر سلطان چشتی مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد، ص ۵۰)

۳۷) حیوانات کا تابع ہونا:

بہت سے بزرگوں نے اپنی کرامت سے حیوانات کو اپنا فرماں بردار بنا لیا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بھی اس قسم کی کرامات کا بارہا ظہور ہوا۔

"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے دوسرے حج کا ذکرِ خیر

کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں؛

مکۃ المکرّمہ کی رہائش کے بالاخانے (اوپر کے کمرے) کے درِ وسطانی (بیچ والے دروازے) پر میری نشست گاہ تھی، دروازوں پر جو طاق (محراب) تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے، وہ تنکے اُس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے۔ جب علالت (بیماری) میں میرے لئے پلنگ لایا گیا، وہ اسی کبوتروں والے دروازے کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کیلئے جگہ وسیع رہے۔ اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کر دیا کہ اب جو وہاں ملنے والے آکر بیٹھتے ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسماعیل رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا، وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی:

''صَالَحْنَا هُمْ فَصَالَحُوْنَا ''''ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی''

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت مکتبۃ المدینہ، ص ۴۷۸)

۳۸) غیب کی خبریں دینا:

جناب مولوی حافظ یقین الدین صاحب رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ؛

میرے برادرِ معظم حاجی حافظ حسین الدین صاحب سفر سے تشریف لائے۔ ایک روز والد ماجد سے عرض کی کہ مجھے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے بہت سی باتیں دریافت کرنی ہیں۔ یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

اللہ کے حبیب صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ''مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْن''(جو کچھ ہو چکا ہے، یا ہونے والا ہے) کے عالِم ہیں، اُن کے سچے غلام بھی اُن کی عطا سے دلوں کی باتیں جان لیتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ حافظ محمد حسین الدین صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کچھ عرض کرتے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن کے سب سوالات اور اُن کے جوابات عطا فرما دیئے۔

مکان آکر والدِ ماجد سے بہت تعجب سے کہنے لگے کہ میں نے تو حضور رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ایک سوال بھی نہیں کیا مگر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے میرے سب سوالوں کے جواب عطا فرمائے۔ اس کے بعد بھائی جان سلسلہ غلامی میں داخل ہو گئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص۹٦۷)

الباب الرابع

علمیِ مقام

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی علمی خصوصیات سے پہلے یہ جان لیجئے کہ آپ عُلُوم و فُنُون کے کوہِ ہمالہ (بہت بڑے پہاڑ) تھے۔ ایک ہستی میں اس قدر عُلُوم کا جمع ہونا عجوبہ سے کم نہیں۔

تاریخ میں گِنے چُنے عُلَماء ایسے گزرے ہیں جو بہت زیادہ عُلُوم و فُنُون پر مہارت تامہ رکھتے تھے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی اُنہی میں سے ایک ہیں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو جن عُلُوم و فُنُون پر مہارتِ تامہ حاصل تھی اُس کا اظہار آپ نے اپنے رسالہ "الاجازات الرضویہ" میں حافظِ کُتب الحرم الشیخ السید اسمٰعیل خلیل مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سندِ اجازت دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

۴۰) پچپن علوم کی فہرست:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِس سند میں مندرجہ ذیل عُلُوم و فُنُون کا ذکر کیا ہے؛

۱۔ علمِ قرآن	۲۔ علمِ تفسیر	۳۔ علمِ حدیث
۴۔ علمِ اصولِ حدیث	۵۔ کتبِ فقہ حنفی	۶۔ اصولِ فقہ
۷۔ فقہ شافعی و مالکی و حنبلی	۸۔ جدلِ مہذب	۹۔ کُتبِ علم العقائد والکلام
۱۰۔ علمِ نحو	۱۱۔ علمِ صرف	۱۲۔ علمِ معانی،
۱۳۔ علمِ بیان	۱۴۔ علمِ بدیع	۱۵۔ علمِ منطق
۱۶۔ علمِ مناظرہ	۱۷۔ علمِ فلسفہ مدلسہ	۱۸۔ ابتدائی علمِ تکسیر،
۱۹۔ علمِ ہیئت	۲۰۔ علمِ حساب	۲۱۔ ابتدائی علمِ ہندسہ،،

مندرجہ بالا اکیس ۲۱ علوم کے بارے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں ;

"یہ اکیس ۲۱ وہ علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد ماجد سے حاصل کیا"

ان عُلُوم و فُنُون کے بعد مندرجہ ذیل علوم کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۲۔ قرأت	۲۳۔ تجوید	۲۴۔ تصوف،
۲۵۔ سلوک	۲۶۔ اَخلاق	۲۷۔ اسماء الرجال
۲۸۔ سیر	۲۹۔ تاریخ	۳۰۔ لغت

۳۱۔ ادب مع جملہ فنون

ان دس ۱۰ علوم کے بارے میں لکھا ہے،

"میں نے استاذ سے بلکل نہیں پڑھا پر نقاد (ماہر فن) علمائے کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے۔"

پھر ان علوم وفنون کا ذکر کیا ہے:

۳۲۔ ارثماطیقی	۳۳۔ جبر و مقابلہ	۳۴۔ حساب ستینی
۳۵۔ لوغارثمات	۳۶۔ علم توقیت	۳۷۔ مناظرہ و مرایا
۳۸۔ علم الاکر	۳۹۔ زیجات	۴۰۔ مثلث کروی
۴۱۔ مثلث مسطح	۴۲۔ ہیاۃ جدیدہ	۴۳۔ مربعات
۴۴۔ جفر	۴۵۔ زائرچہ	۴۶۔ نظمِ عربی
۴۷۔ نظمِ فارسی	۴۸۔ نظمِ ہندی	۴۹۔ نثر عربی

۵۰۔ نثر فارسی　　۵۱۔ نثر ہندی　　۵۲۔ خط نسخ

۵۳۔ خط نستعلیق　　۵۴۔ تلاوت مع تجوید　　۵۵۔ علم الفرائض

مندرجہ بالا ۵۵ عُلُوم و فُنُون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں؛

"اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فکر اور خوامخواہ کی خودستائی (اپنی آپ تعریف) کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعِم کریم جلّ جلالہ کی عطا کردہ نعمت کا ذکر کیا ہے۔"

سید ریاست علی قادری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تو اپنے مقالہ "امام احمد رضا کی جدید علوم وفنون پر دسترس" میں جدید تحقیق و مطالعہ کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ:

"اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو ایک سو پانچ عُلُوم و فُنُون پر مہارتِ تامہ و کاملہ حاصل تھی۔"

(امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری از ڈاکٹر سراج احمد بستوی مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور، ص ۵۹)

ان تمام علوم کو بتفصیل بیان کرنا تو ممکن نہیں البتّہ اختصار کے پیشِ نظر چند علوم وفنون کا ذکر پیشِ خدمت ہے:

(۱) علم التفسیر:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی عُلُومِ قرآن پر گہری نظر تھی اور تفسیرِ قرآن میں امتیازی مقام حاصل تھا، جس کا اندازہ ہم "حیاتِ اعلیٰ حضرت" درج ذیل اقتباس سے لگا سکتے ہیں۔

سید اظہر علی صاحب کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ محبّ الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب رَحْمَۃُ

اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عُرس شریف میں بدایون تشریف لے گئے وہاں صُبح ۹ بجے سے دن ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے "سورۃ والضحیٰ" پر حُضُور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ؛

اسی سورۃ مبارکہ کی کچھ آیاتِ کریمہ کی تفسیر میں ۸۰ جز (ایک جز ۱۶ صفحات کا ہوتا ہے، اس حساب سے تقریباً ۱۲۸۰ صفحات) رقم کر کے چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تفسیری مہارت کا اندازہ ہم اُس بیان سے بھی کر سکتے ہیں جو آپ نے ربیع الاول شریف کی ایک محفل میں فرمایا جس میں آپ نے "بِسْمِ اللّٰہ" کی صرف "ب" پر کئی گھنٹے بیان فرمایا۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۱۷۷)

(۴۲) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور "کنزالایمان":

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تفسیری مہارت کا ایک شاہکار آپ کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" بھی ہے جس کے بارے میں محدثِ اعظم ہند سید محمد محدث کچھو چھوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں؛

علمِ قرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس اُردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی مثال نہ عَرَبی میں ہے، نہ فارسی میں ہے، نہ اُردو میں ہے، اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اُس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اُردو زبان میں قرآن کی روح ہے۔

(جامع الاحادیث از مولانا حنیف خان رضوی مطبوعہ شبیر برادرز لاہور، ج ۸، ص ۱۰۱)

پھر یہ ترجمہ کس طرح معرضِ وجود میں آیا، ایسے جس طرح دیگر مترجمین عام طور پر تنہائی میں بیٹھ کر متعلقہ کتابوں کا انبار لگا کر اور ترجمہ تفسیر کی کتابیں دیکھ دیکھ کر معانی کا تعین کرتے ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مصروف ترین زندگی عام مترجمین کی طرح ان تمام تیاریوں اور مکمل اہتمامات کی متحمل کہاں تھی۔

"سوانح امام احمد رضا" میں مولانا بدر الدین قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے امام احمد رضا رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغلِ دینیہ کثیرہ (کثیر دینی مصروفیت) کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی، جب حضرت صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا؛ چونکہ ترجمہ کے لیے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سوتے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک دن کاغذ، قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زبانی طور پر آیاتِ کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کو لکھتے رہتے، لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتبِ تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے، اس کے بعد آیت کے معنی سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے، بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ (بغیر سوچ فوراً) ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یاد داشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف روانگی سے پڑھتا جاتا ہے، پھر جب حضرت صدر الشریعہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور دیگر

علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ترجمے کا کُتبِ تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ آپ کا یہ برجستہ فی البدیہہ (فوراً بغیر سوچے کیا ہوا) ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بلکل مطابق ہے۔

الغرض اِسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آگئی کہ حضرتِ صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کروالیا اور آپ کی کوششِ بلیغ کی بدولت دنیائے سُنّیت کو "کنز الایمان" کی دولتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔

(انوارِ رضا مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور، ص ۸۲-۸۱)

۴۳) علمُ الحدیث:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جس طرح علم التفسیر میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے اِسی طرح علم الحدیث میں بھی درجہ امامت پر فائز تھے۔

مولانا محمد احمد مصباحی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تحریر فرماتے ہیں:

امام احمد رضا بلند پایہ محدّث تھے، علمِ حدیث پر ان کو بڑا تبحر (کمال) حاصل تھا اور ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا چنانچہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حدیث کی کتابوں میں کون کون سی کتابیں پڑھی یا پڑھائی ہیں تو آپ نے یہ جواب دیا۔

"مسند امام اعظم، مؤطا امام محمد، کتاب الآثار امام طحاوی، مؤطا امام مالک، مسندِ امام شافعی، مسندِ امام محمد، سننِ دارمی، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، خصائص نسائی، ملتقی ابن الجارود، ذو علل متاہنیہ، مشکوۃ، جامع کبیر، جامع صغیر، ملتقی ابن تیمیہ، بلوغ المرام، عمل

الیوم واللیلہ ابن السنی، کتاب الترغیب، خصائص کُبریٰ، کتاب الفرج بعد الشِّدۃ، کتاب الاسماء والصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتبِ حدیث میرے درس وتدریس ومطالعہ میں رہیں۔"

(امام احمد رضا کی فقہی بصیرت از محمد احمد مصباحی مطبوعہ مکتبہ رضا دار الاشاعت لاہور، ص ۱۶)

(۴۴) امام بخاری وامام مسلم کی بھی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں:

جب ہم اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت اور ان کی تصانیفِ عالیہ کو دیکھتے ہیں تو فنِ حدیث، طرقِ حدیث، عللِ حدیث اور اسماء الرجال وغیرہ میں بھی وہ انتہائی منزلِ کمال پر دیکھائی دیتے ہیں۔

علم الحدیث میں سب سے نازُک شعبہِ علم "اَسماءُ الرِّجال" کا ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سامنے کوئی سَنَد پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح وتعدیل کے جو الفاظ آپ فرمادیتے، کتاب اٹھا کر دیکھا جاتا تو "تقریب" و "تہذیب" اور "تذھیب" میں وہی لفظ مل جاتا، اسکو کہتے ہیں علمِ راسخ اور علم سے شغفِ کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مکمل عُلُوم حدیث میں جو مہارتِ تامہ حاصل تھی وہ بہت دور تک نظر نہیں آتی ہے اور یہ چیزیں اعلیٰ حضرت کی کتب ورسائل میں مختلف انداز پر ہیں، کہیں تفصیل کے ساتھ مستقلاً ذکر ہے اور کہیں اختصار کے ساتھ ضمناً اور کہیں کہیں حدیث و معرفتِ حدیث اور مبادیات پر ایسی نفیس اور شاندار بحثیں ہیں کہ اگر انہیں امام بخاری وامام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا بھی دیکھتے تو اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

(جامع الاحادیث از مولانا محمد حنیف خان رضوی مطبوعہ مکتبہ شبیر برادرز لاہور، ج ۱، ص ۴۰۷)

۴۵) نقلِ حدیث میں کمال:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عام طور پر آیات و احادیث اور فقہی اصول ہی کی روشنی میں عقائد و احکام کی تفصیلات تحریر فرماتے ہیں۔ حفظِ حدیث و کتبِ حدیث کے میدان میں بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نظر کہاں تک تھی آیئے ملاحظہ کرتے ہیں۔

۴۶) حضور ﷺ کے "دافع بلاء" اور "صاحب عطا" ہونے پر احادیث مبارکہ:

مولانا کرامت اللّٰہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دہلی سے ۱۳۱۱ھ میں ایک استفتاء اس مضمون کا بھیجا کہ؛

زید دُرُودِ تاج وغیرہ پڑھنے کو شرک و بدعت کہتا ہے کیوں کہ اس میں حُضُور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو "دَافِعُ الْبَـلَاءِ وَالْوَبَـاءِ" وغیرہ کہا گیا ہے جو کھلا شرک ہے۔ (العیاذ باللہ)

یہ پڑھ کر امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قلم حرکت میں آیا اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے "دَافِعِ بَـلَاءِ" اور "صَاحِبِ عَطَا" ہونے کو تین سو (۳۰۰) احادیث کریمہ کے ذریعہ ثابت فرما کر وہابیہ کے گڑھے ہوئے شرک کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملا دیا، یہ کتاب "الامن و العلیٰ" کے نام سے مشہور ہے۔

۴۷) قادیانی کے رد میں احادیث مبارکہ:

مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو دفناتے ہوئے امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ محدث بریلوی نے "جزاء اللّٰہ عدوہ" نامی کتاب تحریر فرمائی اور ایک سو اکیس (۱۲۱) احادیث نقل فرما کر مرزا کے دعوے کو خاک میں ملا دیا جو بلاشبہ کے تبحر فی "فن الحدیث" کا واضح ثبوت ہے۔

۴۸) متفرق احادیث مبارکہ کا ذخیرہ:

اسی طرح اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تخلیقِ ملائکہ کے عنوان پر ۲۴ احادیث،، خضاب کے عدم جواز میں ۱۶ احادیث،، معانقہ کے ثبوت میں ۱۶ احادیث،، داڑھی کی ضرورت و اہمیت پر ۵۶ احادیث،، والدین کے حقوق پر ۹۱ احادیث،، سجدہ تحیت کی حرمت پر ۷۰ احادیث،، شفاعت کے عنوان پر ۴۰ احادیث،، تصاویر کے عدم جواز پر ۲۷ احادیث مبارکہ کے استدلال فرمایا۔

اور اسی طرح بے شمار موضوعات پر بے شمار احادیث کریمہ سے استدلال فرما کر اُمّت مسلمہ کو احادیث کا قیمتی خزانہ مرحمت فرمایا۔

(جامع الاحایث از مولانا محمد حنیف خان رضوی مطبوعہ مکتبہ شبیر برادرز لاہور، ج۱، ص ۴۱۲-۴۰۶)

۴۹) علمُ الفقہ:

مفتی شیخ فرید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک مقالہ "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقہی مقام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں" کے نام سے تحریر فرمایا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مقالہ میں فرماتے ہیں؛ کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصانیف میں اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ نے ایسے متعدد قواعد و ضوابط ایجاد فرمائے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے اور ان تمام قواعد و ضوابط کا استنباط قرآن و سنت سے کیا۔ اگر یہ کہا جائے تو کوئی مُبالغہ نہ ہو گا کہ آپ کے ان اجتہادی کارناموں کو امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو وہ بھی نظرِ تحسین (تعریف کی نظر) سے دیکھتے۔ جس نے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی فقاہت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو وہ بغیر کسی خوف و انکار کے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت کو اجتہادی شان کی حامل قرار دے سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو فقہ میں کس قدر مہارت حاصل تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے کئی مقامات پر فقہ حنفی میں ایسے اضافے فرمائے جو دیگر فقہائے کرام کی کتب میں موجود نہیں اور اس طرح فقہ کی عظیم الشان خدمت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تیمّم کے بارے میں لکھتے ہوئے تین سو گیارہ (۳۱۱) اُمور بیان فرمائے کہ جن میں سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) اُمور ایسے ہیں جن سے تیمّم کرنا جائز ہے اور ان ایک سو اکیاسی (۱۸۱) اُمور میں سے چوہتر (۷۴) اُمور وہ ہیں جنہیں فقہائے متقدمین نے بیان فرمایا تھا اور ایک سو سات (۱۰۷) وہ اُمور ہیں جن کا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی طرف سے اضافہ فرمایا اور یہ اضافہ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذہب کے اصول و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔ اسی طرح ایک سو تیس (۱۳۰) اشیاء سے تیمّم کے عدمِ جواز (جن چیزوں سے تیمّم کرنا جائز نہیں) کو بیان فرمایا، جن میں سے اٹھاون (۵۸) اشیاء فقہائے متقدمین نے بیان فرمائی ہیں اور بہتر (۷۲) اشیاء کا عدمِ جواز آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے اجتہاد سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مذہب پر بیان فرمایا۔

ایسے ہی وہ صورتیں جو پانی کے استعمال سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمّم کے صحیح ہونے کیلئے عند الشرع مقبول ہوئی ہیں فقہائے کرام کی کُتُب میں ان کی مقدار چالیس سے پچاس تک بیان کی گئی ہے، لیکن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان صورتوں کو گنوایا تو ترتیب وار پونے دو سو (۱۷۵) تک بتائیں۔

تیمّم کے بارے میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جو تحقیق فرمائی ہے وہ کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہم نے بطورِ اختصار اس کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسی طرح کے اضافات آپ کے تبحرِ علمی کی عظیم شہادتیں ہیں، حقیقت بات یہ ہے کہ فقہ میں آپ اپنی مثال نہ رکھتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ پر نظر ڈالنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے علوم عطا فرمائے تھے کہ جن سے آج دنیا کے ہاتھ خالی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ عرب و عجم کے عُلماء نے اپنی گردنیں جھکا کر تسلیم کیا کہ امام احمد رضا رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے وقت کے بے مثال فقیہ اور عالم دین ہیں۔

۵۰) دلائل کی کثرت:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب کسی مسئلے پر بحث کرتے ہیں تو ایک ایسے فقیہ کی تصویر اُبھرتی نظر آتی ہے جو دُور دُور تک اپنی مثال نہیں رکھتا۔ آپ جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔ دلائل کی کثرت آپ کے فتاویٰ میں اس حد تک ہے کہ کئی سو سال کے فقہاء کے درمیان یکتا و یگانہ (بلکل منفرد) دیکھائی دیتے ہیں۔ کثرتِ دلائل کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے نمازِ جنازہ کے اعادہ کے متعلق سوال کیا کہ کیا مذہب حنفی کی رو سے نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نماز جنازہ کے دوبارے پڑھنے کے ناجائز ہونے پر پچاس (۵۰) کتبِ متون و شروح اور فتاویٰ کی دو سو سات (۲۰۷) عبارات پیش کیں اور نمازِ جنازہ کے تکرار کے ناجائز و گناہ ہونے پر مذہب حنفی کا اجماع ثابت کیا۔

جبھی تو حافظِ کتب الحرم سید اسماعیل بن خلیل رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نام ایک مکتوب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ میں تحریر فرماتے ہیں؛

"اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ کے فتاویٰ ملاحظہ فرماتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈیں ہوتیں اور اور اس کے مؤلف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔"

(ملخصًا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقہی مقام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں از مفتی شیخ فرید)

۵۱) فتاویٰ نویسی کی زبان:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فتاویٰ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں جس زبان میں استفتاء پیش کیا جاتا تھا اُسی زبان میں فتویٰ صادر فرماتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ اگر کسی نے نظم کی صورت میں سوال کیا تو آپ نے جواب بھی نظم ہی کی صورت میں دیا ہے۔ منظوم جواب میں سوال جس بحر میں ہوا جواب کے لیے بھی اُسی بحر کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے زبان پر قدرت اور قادر الکلامی کا اندازہ ہوتا ہے۔۔

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرمائے؛

اردو نثر	اردو نظم	فارسی نثر
فارسی نظم	عربی	انگریزی

۵۲) انعامِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

ایک مرتبہ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد ہدایت رسول صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، دیگر حضراتِ علمائے کرام بھی موجود تھے کہ دنیا کی مشینریوں کی ایجاد کا تذکرہ چل نکلا، اس پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا؛

"بفضلہٖ تعالیٰ بارگاہ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فقیر کو ایسی مشین عطا ہوئی جس میں کسی بھی علم کا سوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے چند منٹ کے بعد اُس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔"

مولانا ہدایت رسول صاحب نے عرض کی حضور! وہ مشین مجھے بھی دکھا دیجئے۔ ارشاد فرمایا؛ پھر کسی موقع پر دیکھ لیجئے گا لیکن اُنہوں نے قدموں کو پکڑ لیا اور مچل گئے کہ حضور! ہم تو اِس مشین کو ابھی دیکھیں گے۔ ان کے اس اصرار پر اعلیٰ حضرت نے اپنے لباس کے بند کھولے، پھر صدری اور کُرتے کے بٹن کھول کر اپنے سینہ انور کی زیارت کرائی اور فرمایا" وہ مشین یہ ہے جس کے لیے فقیر نے کہا۔"

شاہ ہدایت رسول صاحب اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سینہ مبارک کو چومتے تھے اور فرماتے تھے۔

"صَدَقْتَ یَا وَارِثَ عُلُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ یَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ"

"اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نائب ورسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علوم کے وارث آپ نے سچ فرمایا۔"

(تجلیات امام احمد رضا از مولانا امانت رسول قادری مطبوعہ مکتبہ برکاتی پبلیشر کراچی، ص۷۸)

۵۳) تصنیفات

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اپنی کتاب "محدثِ بریلوی" میں تحریر فرماتے ہیں؛

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ محقق بھی تھے اور مصنف بھی، انہوں نے تقریباً پچاس عُلُوم وفُنُون میں اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں، اُن کا تحقیقی معیار دورِ جدید کے تحقیقی معیار سے

بھی بلند ہے، وہ اپنے علمی مقالات و رسائل اور کُتُب کو عقلی اور نقلی دلائل و شواہد سے ایسا مزین کرتے ہیں کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے، ان کا ایک رسالہ "**شرح المطالب فی مبحث ابی طالب**" ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں ۱۳۰ کتابوں کے حوالے موجود ہیں، ان کی علمی تحقیقات کی یہی شان ہے۔ ان کی قوت حافظہ بہت تیز تھی، ان کا قلم سیل رواں (بہتے ہوئے سیلاب) کی طرح چلتا تھا۔ ان کے قلم کی رفتار اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۹ھ کو علالت (بیماری) کی وجہ سے بھوالی نامی مقام میں کچھ دن گزارنے کیلئے تشریف لے گئے، دو ماہ ۲۶ دن بعد ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ کو قاضی غلام یٰسین صاحب کے نام ڈیرہ غازی خان ایک خط میں لکھتے ہیں؛

"یہاں آکر بھی پانچ رسائل تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیرِ تصنیف ہے۔"

یہ حقیقت بھی قابل توجہ ہے کہ اس زمانے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شدید بیمار تھے اور کتابیں پاس نہ تھیں، تقریباً تین ماہ بعد صفر ۱۳۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ لیکن پھر بھی ان کی تحریرات سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ شدید بیمار تھے اور نہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کے پاس کتابیں نہیں تھیں، ان کا حافظہ خود ایک کُتُب خانہ تھا۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصانیف، شروح و حواشی کی تعداد پانچ سو اور ایک ہزار کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب نے بھی ایک فہرست مرتب کی جو ۸۵۰ تصانیف سے تجاوز کر چکی ہے، تصانیف و شروح کے علاوہ ان کے بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، تنقیدات، ملفوظات، مکالمات وغیرہ بھی ہیں جن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں، اس مختصر مقالہ میں اُن کی تمام تصانیف کا اجمالی بیان بھی ممکن نہیں۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصانیف کی تفصیلی موضوعاتی فہرست "حیات

اعلیٰ حضرت "مطبوعہ مکتبہ نبویہ جلد دوم میں موجود ہے، طوالت سے بچنے کے لئے اسی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

(محدثِ بریلوی از ڈاکٹر مسعود احمد صاحب مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی، ص۹۹-۹۷)

الباب الخامس

تجدید دین

۵۵) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اوراوصافِ مجدد:

چودھویں صدی کے مجدد، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان قادری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔

مولانا ظفر الدین بہاری مجدد کے اوصاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ؛

مجدد کے لئے مجتہد ہونا لازم نہیں،ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ سُنّی صحیح العقیدہ ہو،عالم وفاضل ہو،علوم وفنون کا جامع ہو،سب سے زیادہ مشہور ہو،حامیٔ سُنّت ہو،بدعتیوں کا ردّ کرنے والا ہو، حق کہنے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ ہو، دین کی ترویج میں دنیوی منافع کی لالچ نہ ہو، متقی ہو، پرہیز گار ہو، شریعت و طریقت کے زیور سے آراستہ ہو، گھٹیا حرکتوں اور خلافِ شرع امور سے دل بر داشتہ ہو،علامہ حقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجدد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جس صدی میں پیدا ہوا اُس کے آخر اور جس صدی میں انتقال کرے اس کے شروع میں مشہور و معروف ہو، علمائے عصر (اس وقت کے علماء) اس کے علوم سے نفع پانا دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا اقرار کریں، اسی لیے مجدد کو علوم دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا عالم، ہونا چاہیے۔

(۱۴ویں صدی کے مجدد از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ ادارہ مصلح الدین کراچی، ص۳۳-۳۴)

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذاتِ پاک میں تمام اوصافِ مجدد بدرجہ اتم موجود ہیں جن کی نشاندہی مولانا ظفر الدین بہاری صاحب یوں فرماتے ہیں؛

اعلیٰ حضرت کی ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ اور انتقالِ پر ملال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تیرھویں صدی کے ۲۸ سال ۲ مہینے ۲۰ دن پائے اور عُلُوم و فُنُون، درس و تدریس، تالیف و تصنیف، وعظ و تقریر میں ملکوں و شہروں میں بہت زیادہ مشہور ہوئے اور

چودھویں صدی کے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ نے ۴۰ سال ایک مہینہ ۲۵ دن پائے۔

جس میں حمایتِ دین وردِّ مفسدین، حق کو غالب اور باطل کو مٹانے، سُنّت کو زندہ کرنے اور بدعت کو مٹانے میں جان ومال، علم وفضل صرف فرمایا اور جس طرح بنا ہمیشہ شرع ومذہب کی مدد اور مخالفینِ دین متین کا ردّ کیا۔

اور اس میں کبھی ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ کی نہ کسی بڑی شخصیت کا خیال آڑے آیا، نہ کبھی شہرت و مدح کی پرواہ کی نہ کسی کے طعنہ زنی کے خیال سے حق کہنے میں کوتاہی فرمائی۔

(۱۴ اویں صدی کے مجدد از مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ ادارہ مصلح الدین کراچی، ص ۵۷-۵۶)

۵۶) باطل فتنوں کا ردّ:

مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب "امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر" میں تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حالاتِ زندگی کا اگر ہم جائزہ لیں تو حیرت انگیز تفصیلات معلوم ہوں گی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے قبل جتنے مجدد ہوئے ان میں اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میں ایک نمایاں فرق نظر آئے گا کہ ماضی کے مجددِ دین کے زمانے میں ایک، دو یا زیادہ سے زیادہ چار، پانچ فتنے تھے۔ ان تمام فتنوں کا اُن حضرات نے احسن طریقے سے ردّ فرمایا، لیکن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دور میں جو فتنے تھے ان کی ایک طویل فہرست ہے جس میں کم و بیش ۷۰ فتنوں کا ذکر ملتا ہے، اگر ان تمام فتنوں کے متعلق گفتگو کی جائے تو کئی کتب مرتّب کرنی ہوں گی۔

۵۷) فتنہ قادیانیت وانکار ختم نبوت:

ملتِ اسلامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی ہیں، نبوت ورسالت آپ پر ختم ہوگئی، اب کسی نبی یا رسول کے آنے کا امکان نہیں۔

لیکن علمائے سُوء نے اس عقیدے کو اُلجھایا "تحذیر الناس" میں مولوی قاسم نانوتوی نے ایک نیا نظریہ قائم کرتے ہوئے لکھا:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" **(معاذ اللہ)**

(تحذیر الناس، مکتبہ فیض یوپی، ص ۲۵)

علمائے سوء کے نئے نظریات کو دلیل بنا کر صوبہ پنجاب کے "قادیان" نامی علاقے سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، اپنی نبوت کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ اُس نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور خصوصاً حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں گستاخانہ جملے بکے۔ اپنا کلمہ پڑھوایا، اپنی گڑھی ہوئی شریعت بنائی اور اسلام کو کمزور بنانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ لوگ اُس کے فریب میں پھنسنے لگے اور نیا مذہب قادیانی اختیار کرنے لگے۔

۵۸) ردِ فتنہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مولوی قاسم نانوتوی کے فتنے کا تعاقب فرمایا اور اسلامی نقطہ نظر سے ختمِ نبوت کا مسلّم (تسلیم شدہ) عقیدہ ثابت کیا اس موضوع پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۴ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱. **جزاء اللّٰہ عدوّہ بإباء ختم النبوۃ** ۱۳۱۷ھ

۲. تنبیه الجهال بالهام الباسط المتعال ۱۲۹۲ھ

۳. المبین ختم النبیین ۱۳۲۶ھ

۴. جوابهائے ترکی به ترکی ۱۲۹۲ھ

مزید اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے قادیانی مذہب کے رد میں بھرپور کوشش فرمائی اور اُس پر کفر کا فتویٰ جاری فرمایا، نیز علمائے عرب و عجم سے اس پر تصدیقات حاصل کر کے اُس کو شائع فرمایا۔ ۲ کتابیں خاص آپ نے اسی موضوع پر تحریر فرمائیں۔

۱. السوء و العقاب علیٰ المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ

۲. قهر الدیان علیٰ مرتد بقادیان ۱۳۲۳ھ

۵۹) فتنه غیر مُقلِّدِیَّت:

پوری ملتِ اسلامیہ اس بات پر متفق ہے کہ "تقلید ضروری بلکہ واجب ہے" لٰہذا ملتِ اسلامیہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان چار مسلکوں میں تقسیم ہے۔ ائمہ مجتہدین نے قرآن و حدیث سے اجتہاد کر کے فقہی مسائل متعین کر دیئے۔ لیکن ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جو اپنے آپ کو "اہل حدیث" کہلواتا ہے اور تقلید کا انکار کرتا ہے۔

۶۰) ردّ فتنه:

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اپنے قلم سے ذوالفقارِ حیدری کے جوہر دکھاتے ہوئے فرقہ غیر مقلدین کا ایسا ردِّ بلیغ فرمایا ہے کہ وہ قیامت تک آپ کی کسی کتاب کا بھی جواب نہ دے سکیں گے۔ غیر مقلدین کے ردّ میں اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے کم از کم ۲۳ کتب

تصنیف فرمائیں۔

چند کے نام پیش خدمت ہیں:

۱. النیر الشہابی علی تدلیس الوھابی ۱۳۰۹ھ
۲. اظہار الحق الجل ۱۳۲۰ھ
۳. اصلاح النظیر ۱۳۲۱ھ
۴. البرق المخیب علیٰ بقاع طیب ۱۳۲۰ھ
۵. الروض البھیج فی آداب التخریج ۱۲۹۹ھ

۶۱) فتنہ روافض:

روافضِ زمانہ جن کے کفری عقائد یقیناً حدِّ ارتداد (کفر) کو پہنچے ہوئے تھے، خلافتِ سیدنا صدیق اکبر و عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا سے انکار کرتے تھے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ جتنے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام ہیں اُن تمام سے حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا مرتبہ زیادہ مانتے تھے۔ موجودہ قرآن پاک کو ناقص سمجھتے تھے اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ نے جو قرآن جمع کیا ہے اُس میں سے اہل بیت رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ کی فضیلت کی آیات نکال دی ہیں۔ مزید حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو یہ کافر جانتے تھے۔

۶۲) ردِّ فتنہ:

اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ نے مذکورہ عقائد باطلہ کی بنیاد پر فقہ کی معتبر کتابوں کے حوالے سے روافض کی تکفیر کی اور فرمایا جو شخص رافضیوں کے ملعون عقائد پر مطلع ہو کر پھر بھی اُنہیں مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں شک کرے باجماعِ تمام ائمہ دین خود کافر و

بے دین ہے۔ روافض زمانہ کے ردّ میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کم از کم ۱۲ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

چند کتب کے نام پیش خدمت ہیں:

۱. الردالرفضه ۱۳۲۰ھ

۲. شرح المطالب فی مبحث ابی طالب ۱۳۲۲ھ

۳. یعبر الطالب فی شیون ابی طالب ۱۲۹۴ھ

۶۳) حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان میں گستاخی کا فتنہ:

شیعہ وروافض کے بہکاوے میں آنے کی وجہ سے مسلمانوں کا ایک طبقہ نادانستہ (جہالت و لاعلمی) کے سبب حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا مخالف بن گیا اور یہ مخالفت یہاں تک بڑھی کہ **مَعَاذَاللّٰہ** حضرت امیر معاویہ کی تکفیر تک پہنچ گئی۔

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی تکذیب، توہین اور تکفیر پر مشتمل تبراء (لعن طعن کرنے کا عمل) عام بات بنادی گئی اور اس بات کا بھی خیال نہ کیا گیا کہ وہ ایک جلیل القدر صحابیِ رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور کاتبِ وحی تھے۔

۶۴) ردّ فتنہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شانِ عالی اور خدماتِ دین کے ثبوت میں کم از کم چار کتب تصنف فرمائیں۔

۱. البشری العاجله من تحف آجله ۱۳۰۰ھ

۲. ذب الاھواء الواھیۃ فی باب امیر معاویہ ۱۳۱۲ھ

۳. عرش الاعزاز و الاکرام لاوّل ملوک الاسلام ۱۳۱۲ھ

۴. الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ ۱۳۱۳ھ

٦٥) طریقت کو شریعت سے الگ کہنے کا فتنہ:

کچھ جھوٹے صُوفیوں نے یہ مہم چلائی کہ ہم طریقت والے ہیں، ہمارے لیے شریعت کی پابندی لازمی نہیں ہے، شیطان کے بہکاوے میں آ کر اُن جاہلوں نے خلافِ شریعت افعال کا ارتکاب شروع کر دیا، یہاں تک کہ نماز روزہ کی پابندی بھی چھوڑ دی۔

٦٦) ردِّ فتنہ:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "مقال العرفاء" نامی تاریخی کتاب تصنیف فرما کر شریعت و طریقت کی حقیقت ایک مجددانہ شان میں بیان فرمائی اور ثابت کیا کہ "شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور بھی زیادہ شریعت کی حاجت ہے، کہ راہ جس قدر باریک اُس قدر ہادی کی زیادہ حاجت۔" مزید فرماتے ہیں "یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل ہے۔ شریعت منبع (پانی کا چشمہ) ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، شریعت درخت ہے اور معرفت اس کا پھل ہے۔"

دوستو! فسق و فجور، شرک و بدعت اور شریعت کے خلاف ہر کام کی زبانی مخالفت اور قلمی جہاد کرنا عُلمائے حق کا فریضہ ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق کی جانب ہیں کہ عُلمائے اہلِ سنت اور

بالخصوص اعلیٰ حضرت، امامِ اہل سنت، مجدِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان قادری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس میں ذرّہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔

شرک وبدعت کے خلاف جس زور سے اُنہوں نے قلم اُٹھایا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا، چاہے ان اُمور میں عوام مبتلا ہوں یا خواص، اس بارے میں آپ کا قلم ایسا خنجر ہے جو اپنے علاوہ کی تمیز درست نہیں رکھتا۔

(ماخوذ عنہ امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر از علامہ عبد الستار ہمدانی مطبوعہ برکاتی پبلیشر کھارادر کراچی)

٦٧) وصالِ پر ملال:

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بروز جُمُعۃُ المبارک ۱۲ بج کر ۲۱ منٹ پر کچھ وصیّتیں تحریر کروائیں جن کو ملاحظہ فرما کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے دستِ مبارک سے دستخط فرمائے اور حمد و دُرُود شریف تحریر فرمائے۔

وَاللّٰہُ شَہِیْدٌ وَلَہُ الْحَمْدُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَآلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَصَحْبِہٖ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اِلٰی اَبَدِ الآبِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

فقیر احمد رضا قادری غفر لہ

بقلمِ خود بحالتِ صحت وحواس

یہ درود آخری دُرُود، اور یہ حمد آخری حمد ہے، اور یہ تحریر آخری تحریر ہے، جو حضورِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی عُمر شریف کے آخری دن تحریر فرمائی، اِس کے بعد پھر کچھ نہ

تحریر فرمایا۔

سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں جو آپ سفر کے وقت تمام و کمال پڑھا کرتے تھے، اور اُن کے پیارے الفاظ یہ بھی تھے۔

اے اللہ سفر کی درازی کو میرے لیے مختصر فرمادے اور اے اللہ اس سفر میں ہمیں کامیابی عطا فرما۔

اللہ أکبر! جب سینے پر دم آیا اس وقت کلمہ طیبہ پڑھا، جب آپ کو بولنے کی طاقت نہ رہی اس وقت بھی ہونٹ مبارک جنبش (حرکت) میں تھے، کان لگا کر سنا تو "اللہ" "اللہ" فرما رہے تھے، اُدھر ہونٹوں کی حرکت، ذکر کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک نور کی کرن چمکی جس میں جنبش تھی، جس طرح سورج کی کرنیں آئینے میں جنبش کرتی ہیں، اس کے غائب ہوتے ہی وہ جانِ نور جسمِ اطہر حضور سے پرواز کرگئی، مسجد سے مؤذن کی صدا آرہی تھی۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔۔۔۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن

اِسی زمانے میں ارشاد فرمایا تھا: جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، وہ شوقِ دیدار میں جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا،، یہ جمعہ مبارک کا دن تھا، صفر المظفر کی ۲۵ تاریخ تھی، ۲ بج کر ۳۸ منٹ ہوئے تھے، جب کہ دنیائے اسلام میں خطیب منبروں پر خطبوں میں بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم وَ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اے اللہ! اُسکی مدد کر جس نے تیرے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دین کی مدد کی اور ہمیں بھی ان کی ہمراہی کا شرف عطا فرما۔

اُن کی روح اِن دعاؤں کی جھرمٹ میں بارگاہِ ربّ العزت میں حاضر ہوگئی۔ اللہ پاک کی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر کروڑوں رحمتیں ہوں اور اُنکے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

(فیضان اعلیٰ حضرت از مولانا ریحان احمد قادری مطبوعہ شبیر برادرز لاہور، ص ۶۴۶-۶۴۵)

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئے
شعر و ادب کی زلف کی پریشاں ہے آج بھی
احمد رضا کا تازہ گُلستاں ہے آج بھی

۶۸) بشارات:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے بعد کئی احباب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بشارتوں اور مشاہدات سے مشرف ہوئے کہ اچھے خواب مؤمنین کے لئے بشارت ہیں۔ ایک ولئ کامل کا جاگتی آنکھوں سے دیکھا ہوا ایک منظر ملاحظہ کیجئے:

مخدوم ملت، محدثِ اعظم ہند، حضرت سیّد محمد محدثِ کچھوچھوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ؛

میں اپنے مکان پر کچھوچھہ شریف میں تھا، اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا۔ میرے حضور شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں وضو فرمارہے تھے کہ اچانک رونے لگے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ: بیٹا میں فرشتوں

کے کاندھوں پر ”قطب الارشاد“ کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں، چند گھنٹے کے بعد بریلی سے خبر ملی کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا وصال ہو گیا ہے تو ہمارے گھر میں کہرام پڑ گیا۔

تیرے سر پر مُجدّد کا تاجِ حسیں
تیرا سینہ عُلومِ علی کا امیں
قُطب ارشاد تو ، نور بغداد تو
نائب مصطفیٰ اے رضا اے رضا

(حضرت بریلوی کی شخصیت از مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مطبوعہ جمیعت اشاعت اہلسنت کراچی، ص۱۹-۱۷)

۶۹) ہمیں احمد رضا کا اِنتظار ہے:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے یومِ وصال کے دن ۲۵ صفر المُظَفَّر ۱۳۴۰ھ کو بیت المقدَّس میں ایک شامی بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے خواب میں اپنے آپ کو دربارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں پایا۔ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانْ اور اولیائے عِظام دربار میں حاضِر تھے، لیکن مجلس میں سُکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی آنے والے کا اِنتظار ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں عرض کی حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے؟

سیّدِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے“

شامی بزرگ نے عرض کی، حضور! احمد رضا کون ہیں؟ ارشاد ہوا، ہندوستان میں بریلی کے رہنے والے ہیں۔

بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تلاش میں ہندوستان

کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی شریف آئے تو اُنہیں معلوم ہوا کہ اس عاشقِ رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اسی روز یعنی ۲۵ صفر المُظفَّر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ کہتے سنا تھا کہ؛ ''ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔''

جس کا فرمائیں خود مصطفٰی انتظار
مصطفٰی کا وہ پیارا ہمارا رضا

(سوانح امام احمد رضا مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ص ۳۹۱)

اختتامیہ

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عاشقِ الٰہی بھی تھے، عاشق رسول بھی تھے، عاشق صحابہ بھی تھے، عاشق اولیاء بھی تھے اور خود بھی صاحبِ ولایت (وَلِیُّ اللّٰہ) تھے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ ہم نے اعلیٰ حضرت کا دامن پکڑ کر واللہ، باللہ، تاللہ ٹھوکر نہیں کھائی بلکہ ہم نے اس دَر کے لیے دُنیا ٹھکرائی ہے۔ اللہ کرے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا دامن ہمارے ہاتھوں سے نہ چھوٹے، ان کا دَروازہ مضبوطی سے پکڑنا ہے کہ "یَكْ دَرْ گِیْرْ مُحْکَمْ گِیْرْ" "یعنی ایک ہی دروازہ پکڑ و مگر مَضبوطی سے" کی تعلیم بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی نے دی ہے۔ یہ بھی ٹھیک تو وہ بھی ٹھیک نہیں بلکہ جو رضا کہیں وہی ٹھیک ہے کیونکہ رضا کوئی بھی بات قرآن و حدیث سے ہٹ کر نہیں کرتے۔ جب ہم نے ان کی فتاویٰ، ان کی کُتُب اور ان کی سیرت کا مُطالعہ کیا تو ہماری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ رضا کی زبان سے وہی نکلتا ہے جس کی تائید و تَصدیق قرآن و حدیث سے ہوتی ہے، اس لیے رضا پر اپنی آنکھیں بند کر دیں، اگر آنکھیں کھولیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مشکل کھڑی ہو جائے اور دل کی آنکھیں بند ہو جائیں لہٰذا آنکھیں بند کر کے رضا کے پیچھے پیچھے چلتے جایئے ان شاء اللہ غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دامن تک پہنچ جائیں گے اور غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے نانا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں تک لے جائیں گے۔

(ملفوظات امیر اہلسنت، ج۱، ص۳۱۲)

باغِ جنّت میں محمد مسکراتے جائیں گے

پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اُٹھاتے جائیں گے

بفضلہٖ تعالیٰ رسالہ مکمل ہوا دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناچیز سے زندگی کی آخری سانس تک دین متین کی خدمت لیتا رہے، اور دین و دنیا میں مجھے کامران رکھے میرے والدینِ کریمین کو دنیا و آخرت میں اعلیٰ درجہ پر فائز رکھے۔ میرے اساتذہ کرام کو اللہ تعالیٰ اور علم و حکمت مال و دولت سے نوازے۔

اس رسالہ کی تیاری میں جس کسی نے بھی میری مدد کی اللہ تعالیٰ اُسے بھی دنیا و آخرت میں ہر مصیبت و مشکل سے محفوظ رکھے، اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اپنے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور بزرگانِ دین کے صدقہ طفیل سے ہم تمام محبان امام احمد رضا کو ہر مصائب و آلام سے محفوظ رکھے۔ علم و حکمت، مال و دولت سے نوازے اس دنیا سے جائیں تو دل میں محبتِ رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور عشق اولیاء کے ساتھ جائیں۔

آمین بجاہ النّبی الامین ﷺ

منقبت

تُو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا	دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا
زور باطل کا، ضَلالت کا تھا جس دم ہند میں	تُو مجدِّد بن کے آیا اے امام احمد رضا
اہلِ سنّت کا چمن سر سبز تھا شاداب تھا	تازگی تُو اور لایا اے امام احمد رضا
تُونے باطل کو مٹا کر دین کو بخشی جِلا	سنّتوں کو پھر جِلایا اے امام احمد رضا
اے امامِ اہلِ سنّت نائبِ شاہِ اُمم	کیجئے ہم پر بھی سایہ اے امام احمد رضا
علم کا چشمہ ہوا ہے مَوجزَن تحریر میں	جب قلم تُو نے اٹھایا اے امام احمد رضا
حشر تک جاری رہے گا فیض مرشِد آپ کا	فیض کا دریا بہایا اے امام احمد رضا
ہے بدرگاہِ خدا عطارؔ عاجِز کی دعا	تجھ پہ ہو رحمت کا سایہ اے امام احمد رضا

(وسائل بخشش)

مأخذومراجع

کتاب کا نام	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
مجدد اسلام	علامہ نسیم بستوی	لاہور
سوانح امام احمد رضا خان	علامہ بدر الدین قادری	سکھر
شاہ امام احمد رضا خان بڑیچ افغانی	محمد اکبر اعوان	کراچی
تجلیات امام احمد رضا خان	محمد امانت رسول قادری	کراچی
حیات اعلیٰ حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری	لاہور
فیضان اعلیٰ حضرت	محمد ریحان عطاری	لاہور
انوارِ رضا	–	لاہور
تذکرۂ اعلیٰ حضرت بزبان صدر الشریعہ	مولانا حافظ محمد عطاالرحمٰن	لاہور
امام احمد رضا اور تصوّف	مولانا محمد احمد مصباحی	
الملفوظ	مولانا مصطفیٰ رضا خان	لاہور
فتاویٰ رضویہ	مولانا امام احمد رضا خان	کراچی
مکتوبات امام احمد رضا	مولانا محمود احمد قادری	لاہور
احترام سادات اور امام احمد رضا	سیّد صابر حسین بُخاری	لاہور
محدّث بریلوی	ڈاکٹر مسعود احمد صاحِب	لاہور
امام احمد رضا اور درس ادب	مفتی فیض احمد اویسی	
جامع کرامات اولیاء	علامہ نبہانی	فیصل آباد
گلستان اولیاء	محمد امیر سلطانی چشتی	لاہور
امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر سراج احمد بستوی	فیصل آباد
جامع الاحادیث	مولانا حنیف خان قادری	لاہور

کتاب	مصنف	مقام
امام احمد رضا کی فقہی بصیرت	محمد احمد مصباحی	لاہور
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقہی	مولانا مفتی شیخ فرید	لاہور
مقام فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں	–	–
چودھویں صدی کے مجدّد	مولانا ظفر الدین بہاری	کراچی
تحذیر الناس	قاسم نانوتوی	ہند
امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر	علامہ عبد الستار ہمدانی	کراچی
حضرت بریلوی کی شخصیت	مولانا ڈاکٹر غُلام مصطفیٰ	کراچی
ملفوظات امیر اہلسنّت	المدینۃ العلمیہ	کراچی
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان	کراچی
وسائل بخشش	امیر اہلسنّت محمد الیاس عطار قادری	کراچی

مکمل عربی متن، ترجمہ مع جامع و مختصر تشریح کا مجموعہ

اَلْاَحَادِیْثُ النَّبَوِیَّہ فِی الرِّسَالَۃِ الضِّیَائِیَّہ

بنام

خاتم النبیین ﷺ کی چالیس احادیث

مؤلف

محمد منیر رضا عطاری

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری ﷫ کی مختصر اور جامع حیات طیبہ ایک نئے انداز میں

اَزْهَارُ الْاَنْوَارِ عَلٰی مَنَاقِبِ الْاِمَامِ الْبُخَارِیْ

بنام

تذکرۂ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

محمد منیر رضا عطاری
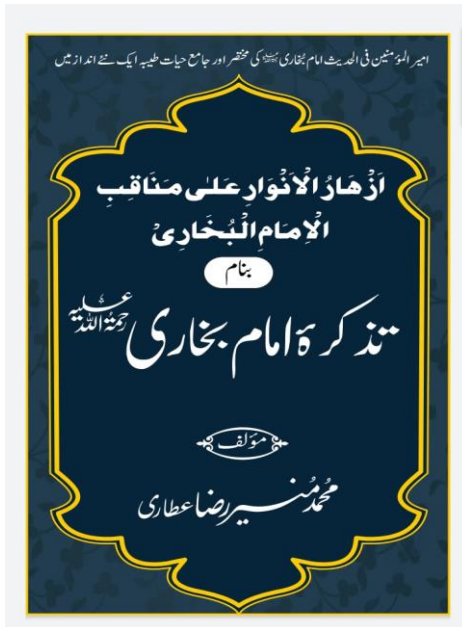
مسلمانوں سے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی درخواست

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مسلمانوں! جب کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے، اصلاً تمہارے قلب میں اُس کی عظمت اُس کی محبت کا نام ونشان نہ رہے، فوراً اُس سے الگ ہوجاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُس کی صورت اُس کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو، نہ اُس کی مَولوِیَّت، شَیخِیَّت، بزرگی، اور فضیلت کو خطرے میں لاؤ، کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی ہی کی بناء پر تھا، جب یہ شخص اُنھیں کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا، اگر ایسا نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل تم نے اُس کی بات بنانی چاہی، اُس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اُس سے دوستی نباہی، یا اُسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا، یا اُسے برا کہنے پر برا مانا، یا اِسی قدر کہ تم نے اِس امر میں بے پرواہی منائی، یا تمہارے دل میں اُس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ! اب تمھیں انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے، قرآن وحدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص 307-312)